نہ لاؤ کبھی یاس کی گفتگو کہ قرآں میں آیا ہے لا تقنطوا

THE MESSENGER
پندرہ روزہ
پیغامبر
اسکاربرو کینیڈا
مدیر: سہیل اختر

جلد ۵	۲۱ مئی	شمارہ ۱۰

پرنٹر پبلشر سہیل اختر نے ... سے چھپوا کر شائع کیا

امریکہ کی تھپکی

بھارت کی جھبکی

روس کی دھمکی

پاکستان کی خارجہ پالیسی ایک مرتبہ پھر آزمائش سے دوچار

ایم بی سکندر

والہانہ اشتیاق کیا محض انتظامیہ کی تبدیلی کی وجہ سے ہے یا واقعی امریکہ پاکستان کی سلامتی کے بارے میں فکرمند ہے۔ ۱۹۸۰ء کا پورا سال گزر گیا امریکہ کو اس سے قبل پاکستان کی سلامتی کی فکر لاحق کیوں نہ ہوئی؟ ظاہر ہے کہ اس میں ری پبلکن پارٹی کے نقطۂ نظر کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے یہی وجہ ہے کہ مسٹر ریگن کے برسراقتدار آتے ہی بھارت نے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کر دیئے تھے ری پبلکن پارٹی کی پاکستان دوستی ایک ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر چکی ہے۔ کیا چار سال بعد انتخابات کے بعد بھی ڈیموکریٹ پارٹی کے سامنے رہنے کے مطابق پاکستان پھر بھی تنہا نہیں رہ جائے گا؟ کیا پاکستان نے اس صورت حال پر خوب غور کر لیا ہے۔ ڈیموکریٹک پارٹی کے حامی مسٹر چیسٹر باؤلز نے "ایشیا اور امریکی پالیسی" کے عنوان سے ایک مضمون میں لکھا تھا۔ "یہ حساب تو مضحکہ خیز ہے کہ آٹھ کروڑ پاکستانیوں کی امداد کر کے ۶۰ کروڑ بھارتی باشندوں کو ناراض کیا جائے پھر پاکستان بھی ایسے دو حصوں میں بٹے ہوئے ہیں اور ان کے درمیان ایک ہزار میل کا بھارتی علاقہ حائل ہے"..... پاکستان کے ساتھ دفاعی معاہدات میں شامل ہونے سے قبل صدر آئزن ہاور نے پنڈت نہرو کی طرف رجوع کیا تھا۔ پنڈت نہرو کے انکار پر صدر آئزن ہاور نے پنڈت جی کو بتایا کہ امریکی حکومت پاکستان کے ساتھ اس قسم کا انتظام کر رہی ہے ۱۹۵۴ء کے اسی معاہدہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ پنڈت نہرو نے کشمیر میں استصواب رائے کرانے سے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ اب حالات بالکل بدل گئے ہیں۔ ری پبلکن پارٹی سے ہی زیادہ امیدیں وابستہ کرنا ایک خوش فہمی ہی ہوگی۔ کیونکہ ری پبلکن پارٹی کے دور میں ہی پاکستان دولخت ہوا صدر نکسن نے خارجہ پالیسی ۱۹۷۳ء کے بارے میں کہا تھا امریکہ بھارت کو ایک بڑے ملک کی طرح احترام کرتا ہے ہم بھارت کے ساتھ اس کی نئی حیثیت اور نئی ذمہ داریوں کے مطابق سلوک کرنے کو تیار ہیں۔ ایک حقیقت ہے کہ یہ دونوں پارٹیاں بھارت کو ایک بڑی طاقت سمجھتی ہیں اور چاہتی ہیں کہ بھارت غیر جانبدارانہ روش اختیار کر کے جنوب مشرقی ایشیا میں ایک بڑے ملک کا کردار سرانجام دے بھارت کو روس کی طرف جھکنے سے باز رکھنا ان دونوں پارٹیوں کی خارجہ پالیسی کا ایک اہم نکتہ ہے ہنری کسنجر نے دورۂ بھارت کے دوران انڈین کونسل آف ورلڈ افیئرز سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ بھارت کا رقبہ اور اس کا محل وقوع اسے جنوبی ایشیا اور عالمی امور میں قیادت کے ایک خاص کردار سے ہمکنار کرتے ہیں اور امریکہ بھارت کے ساتھ زیادہ بہتر اور پائیدار تعلقات قائم ... جزیہ ہے کہ اس امدادی پروگرام کی منظوری کرنے کا خواہشمند ہے"۔ ماضی میں بھی یہ ہوتا رہا ہے کہ امریکہ نے پاکستان کی جائز امداد کا معاملہ اٹھایا اور بھارت نے واویلا شروع کر دیا اور بالآخر نتیجہ یہ نکلا کہ جائز امداد کا سوال تو دھرے کا دھرا رہ گیا اور امریکہ نے بھارت کی خوشنودی کے لئے اس کا کوئی مطالبہ اور مفاد پورا کر دیا۔ یہ اتنی بار ہو چکا ہے کہ اب بھی پاکستان میں بعض حلقے حالیہ مذاکرات کو واشنگٹن اور دہلی کے درمیان سودا بازی کی ایک تدبیر سمجھتے ہیں امریکہ کے ماضی سے سینکڑوں ایسی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں صدر ریگن کی جذباتی سیاست اور بات پر اڑ جانے کی عادت کے پیش نظر تو اس انحراف کی توقع کسی وقت بھی ناممکن نہیں صدر ریگن کو کسی ذاتی خوبی کی وجہ سے صدارت نہیں ملی بلکہ یہ صدر کارٹر کی غلطیوں کا انجام ہے امریکی پالیسی کی متلون مزاجی کا اگر ۱۹۶۵ء کی طرح ایک بار پھر پاکستان شکار ہو گیا تو یہ اسلامی دنیا کے لئے ایک بہت ہی بڑا سانحہ ہوگا۔ صدر ریگن نے جمہوریہ چین کے مقابلے میں تائیوان کی حوصلہ افزائی کے بارے میں بھی سوچا تھا اور اب انہوں نے اس کے بارے میں بھی رہ رہ کر سرد مہری کا اظہار کر رہے ہیں۔ لیکن ۔۔۔ دونوں باتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں کوئی ... صدر ریگن بھی نہیں سکتا اس لئے کل کلاں کو کسی دباؤ کے تحت پاکستان کی امداد کا بھی یہی حشر ہوا تو پاکستان کے لئے نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن والا معاملہ ہوگا اس لئے امریکہ کے ساتھ قابل اعتماد تعلقات کی بحالی سے قبل اس معاملہ پر پورا غور و خوض کر لینا چاہئے۔ پاکستان کی اگلی صف کی حیثیت سے پاکستان کی نازک پوزیشن کا امریکی احساس روس کو بھی اس بات پر آمادہ کر سکتا ہے کہ امریکہ گرم پانیوں تک پہنچنے کا اس نازک پوزیشن پر حملہ ہی سب سے آسان راستہ ہے وہ بلوچستان میں موجودہ نازک حالات سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور پاکستان کے لئے مشکلات پیدا کر کے اس فیصلہ پر تاسف کا احساس پیدا کر سکتا ہے یہ بات خوش آئند ہے کہ پاکستان اور امریکہ کے درمیان کوئی دفاعی معاہدہ نہیں ہو رہا ہے۔ اور معاملہ ابھی تک امداد اور اسلحہ کی خرید تک ہی ہے ممکن ہے ۱۹۵۹ء کے معاہدے کو عملی صورت دے کر اسی پر اکتفا کیا جائے اگرچہ یہ عبوری معاہدہ بھی کئی لوگوں کی نظروں میں قابل اعتراض ہے۔ ڈر یہ ہے کہ امریکہ تو آج پاکستان کے "جرأت مندانہ فرنٹ لائن" کردار کی تعریف کر رہا ہے کل یہ نہ کہہ دے کہ پاکستان کی سلامتی کا مسئلہ اس کا اپنا اندرونی معاملہ ہے سیاسی ذرائع اس بات پر متفق ہیں کہ علاقے کے دفاع کے لئے جو منصوبہ تیار کیا گیا ہے اس کے لئے پاکستان اور امریکہ کے مذاکرات کی کامیابی کی بڑی اہمیت







امریکہ کی تھپکی بھارت کی جھبکی اور روس کی دھمکی نے ایک دفعہ پھر پاکستان کی خارجہ پالیسی کو آزمائش میں ڈال دیا ہے سوال یہ ہے کہ کیا پاکستان ان مخدوش حالات میں ان تینوں عناصر کے درمیان توازن برقرار رکھ سکتا ہے غیر جانبدار تحریک کی رکنیت اور عالم اسلام سے وابستگی جیسے معاملات کا خیال بھی پاکستان کے لئے ایک زائد تشویش ہے۔ ظاہر ہے کہ خارجہ پالیسی میں ہر ملک کا تجزیہ کے لئے زمانی نہیں رکھا جا سکتا ہم ان پانچ عنوانات کو ان تین حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

(۱) امریکہ سے تعلقات۔

(۲) بھارت اور روس کی دلداری اور

(۳) عالم اسلام اور غیر جانبدار تحریک کے تقاضوں کا خیال کیونکہ تمام اسلامی ممالک غیر جانبدار تحریک کے سرگرم رکن ہیں جنوبی ایشیا کے بارے میں بھارت اور روس دونوں ایک ہی سکے کے یکساں رخ ہیں اور اس علاقہ کے بارے میں دونوں کی پالیسیوں میں کوئی تضاد نہیں یہ دونوں ممالک پاکستان اور امریکہ کے تعلقات کی نئی پیش رفت پر از حد سیخ پا ہیں اس لئے امریکہ سے تعلقات کو حتمی شکل دینے سے قبل جہاں امریکہ کی سیاسی طبیعت اس کے ماضی کے رویہ اور روس اور بھارت کے رد عمل کو مد نظر رکھنا بھی ضروری ہے۔

سوال یہ ہے کہ پاکستان کی طرف امریکہ کا یہ



گزشتہ دنوں برطانیہ اور یورپ میں دو بڑی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ برطانیہ میں لوکل الیکشن میں لیبر پارٹی جیت گئی اور فرانس میں مسٹر متراں نے صدارتی الیکشن جیت لیا۔ یورپ میں انتہائی دائیں بازو کے لوگ اسے بائیں بازو کی کامیابی قرار دے کر لوگوں کو کچھ اور ہی تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ تبدیلی صرف دائیں بازو کی اس انتہاپسندی کے خلاف تبدیلی ہے جو وقت کی سوئیوں کو کھینچ کھینچ کر پیچھے لانے کی کوشش کرتی رہی ہے۔ برطانیہ کے لوکل الیکشن یا فرانس میں صرف وہ لوگ برسراقتدار آئے ہیں جو صرف وقت کے ساتھ ساتھ چلنے کے قائل ہیں اور ان میں کسی قسم کی انتہاپسندی نہیں ہے حتیٰ کہ مسٹر متراں تو سوویت یونین کے مخالفین میں شمار

متراں پریزیداں

یورپ میں سیاست کا رخ بدل رہا ہے

اعجاز الحق

ہوتے ہیں۔ اسی طرح برطانیہ کی لیبر پارٹی میں بھی حالیہ تبدیلیوں کے بعد جن لوگوں نے کنٹرول حاصل کیا ہے، انہیں کمیونسٹ ہونے کا دعویٰ نہیں ہے۔ یہ لوگ صرف کنزرویٹو پارٹی کی اس لیڈرشپ کے خلاف ہیں جو نئے واقعات کی روشنی کی آمد کو جرأت سے تسلیم کرنے کی بجائے آنکھیں بند کر کے اندھیرے ہی میں رہنا پسند کرتے ہیں۔

فرانس سے شکست خوردہ مسٹر ویستاں وہ شخصیت ہیں جنہوں نے افریقہ کے انسانی گوشت کھانے والے شہنشاہ بوکاسا کی یہ کہہ کر حمایت کرنے کی کوشش کی تھی کہ یورپ کے لوگ افریقہ کے کلچر کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ صرف اس لئے کہ اس مردم خور نے مسٹر ویستاں کو تحفے میں ہیرے پیش کئے تھے۔ جو شخص ہیروں کی چمک دیکھ کر انسانوں کو کھا جانے کی حمایت بھی کر ڈالتا ہو، اس کی شکست کو دائیں بازو کی شکست نہیں بلکہ حیوانیت کی شکست کہنا چاہئے۔

برطانیہ میں مارگریٹ تھیچر کی حکومت بھی رنگدار انسانوں کو گوروں کے نابرابر ثابت کرنے کے لئے شہریتی بل پاس کرنے میں لگی ہوئی ہے۔ اور عملی زندگی میں اسی ذہنیت کے مالک رنگدار انسانوں کو کھلی کر ANIMALS یا حیوان کہہ کر پکارتے ہیں لیکن کتوں کو برطانیہ کے خوشحال گھرانوں (غریب آدمی تو اپنا آپ سنبھالنا مشکل ہوتا ہے) میں بھی عمر جیسی عزت اور حقوق حاصل ہیں۔ اب اگر ایسی ذہنیت کی شکست کو کوئی دائیں بازو کی شکست یا بائیں بازو کی فتح قرار دے تو یہ ایک ستم ظریفانہ بات ہوگی اس کو تو غیر انسانی خیالات کی شکست کہنا چاہئے۔ یا پھر

پچھلی صدیوں میں جو گورے جہازوں میں افریقہ سے غلام پکڑ پکڑ کر ان کی تجارت کرتے تھے، ان رنگدار انسانوں کو "کارگو" کہہ کر پکارتے تھے۔ اور انہیں ایک جگہ اکٹھا کر کے بالٹیوں سے کھاتے بھینسوں کی طرح نہلاتے تھے انہیں بھی دائیں بازو کا پرچم کہنا چاہئے۔ بہرحال ان تبدیلیوں کے بعد یہ امید پیدا ہوتی ہے کہ یورپ اب نئے واقعات کی پہچان کر کے انہیں تسلیم کرے گا۔

برطانیہ کے لوکل الیکشن میں لیبر پارٹی اور فرانس میں مسٹر متراں کی کامیابی

جہاں برطانیہ میں ٹوری پارٹی کو اپنی غیر حقیقی پالیسیوں پر اڑے رہنے میں دقت محسوس ہوئی وہاں فرانس میں بھی بیروزگاری وغیرہ کو ناگزیر قرار دینے کے رجحان کی حوصلہ شکنی ہوئی۔ فرانس نے امریکہ سے الگ اپنا تشخص قائم کرنے کی پچھلے عہد حکومت جو نیم دلانہ کوشش کی تھی اب اسے واضح طور پر آگے بڑھایا جائے گا۔ اور باقی یورپ پر بھی اس کے دوررس اثرات پیدا ہوں گے۔

[redacted]

ہے یہی وجہ ہے کہ بھارت اور روس بھی اسے محض حصول اسلحہ کے مذاکرات تک محدود نہیں سمجھتے۔ وہ اس بات کی نشاندہی بھی کرتے ہیں کہ پاکستان کو اس علاقہ کے پولیس مین کا کردار بھی سونپا جا رہا ہے جس سے یقیناً پاکستان کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ پہلے ہی خلیجی ممالک کی امریکہ سے خفیہ مفاہمت کی افواہیں اڑتی تھیں انہیں پاکستان امریکہ مذاکرات سے منسلک کیا جا رہا ہے افواج پاکستان کے ایک حصہ سے غلط طور پر منسوب کیا جا رہا ہے کہ اسلحہ کی مزید ضروریات بھی اسی حصول اسلحہ میں شامل بتائی جاتی ہیں ان حالات میں اسلحہ کا حصول ایک اسٹریٹجک حیثیت اختیار کر دیتا ہے اور بھارت کے واویلا کی بنیاد بھی یہی ہے۔ اگر امریکہ کو واقعی پاکستان کی سلامتی اور استحکام سے دلچسپی ہے تو پاکستان کو اس سے مطالبہ کرنا چاہئے کہ وہ پاکستان میں اسلحہ ساز فیکٹریوں کے قیام کے سلسلے میں

بقیہ صفحہ ۸ پر

خطوط کی سیاست

حکومت نے پی آئی اے کا طیارہ اغوا کرنے والے تینوں ملزموں کی گرفتاری پر ۴ لاکھ روپے انعام مقرر کیا ہے۔ اس میں سے ۲ لاکھ روپے سلام اللہ عرف ٹیپو عالمگیر کی گرفتاری کے لئے مختص کئے گئے ہیں اور بقیہ دو لاکھ ناصر جمال اور ارشد کی گرفتاری پر انعام دینے کا اعلان کیا گیا ہے جبکہ کابل سے آمدہ اطلاعات کے مطابق سلام اللہ ٹیپو نے کابل میں مرتضیٰ بھٹو کے باڈی گارڈ کے فرائض ادا کئے ہیں۔ اور اسے متعدد مواقع پر مرتضیٰ کے ساتھ اسی حیثیت میں دیکھا گیا ہے۔ شام سے براستہ دہلی کابل پہنچنے والے تقریباً ۸۰ افراد کو افغان حکومت سیاسی پناہ دے چکی ہے اور ان کے سلسلے میں اس نے پاکستان کے ہر اعتراض کو مکمل طور پر رد کر دیا ہے۔ حکومت پاکستان نے بھی افغان حکومت کو ابھی



اس آدمی کا قصور کیا ہے—؟

تک پاکستان میں طلب کرنے والے افغان فوجیوں کے سلسلے میں کوئی واضح جواب نہیں دیا جن میں سے ایک افغان فوج کا ایک ٹینک لے کر راجستان کے راستے پاکستان میں داخل ہوا جب کہ دوسرا گروپ ان لوگوں کا تھا جو افغان فوج کا ایک ہیلی کاپٹر لے کر پاکستان آ گئے۔ اور حکومت سے سیاسی پناہ طلب کی۔ اسی دوران پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر آغا شاہی نیویارک گئے۔ جہاں انہوں نے امریکی حکومت سے پاکستان کو امداد کی فراہمی کے پانچ سالہ منصوبے پر کامیاب گفت و شنید کی۔

بیرونی محاذ پر اس ساری پیش رفت کے دوران ہی اندرونی محاذ پر حکومت نے اپنی ساری توجہ داخلی امن و امان قائم رکھنے پر مبذول کئے رکھی اور اس کے ساتھ ہی اخبارات کو چند دنوں کے وقفے سے ایسے خطوط مہیا کئے جاتے رہے جن میں بالعموم پیپلز پارٹی اور بھٹو خاندان کے افراد سے متعلق خاصے سنسنی خیز انکشافات کئے گئے تھے۔۔۔!

مثال کے طور پر سب سے پہلے حکومت نے اسلام آباد کے ایک ہاسٹل کے ڈاکٹر کا ایک خط بنام بے نظیر بھٹو پکڑے جانے کی بابت اخبارات کو اطلاعات فراہم کیں۔ اور پاکستان کے تقریباً تمام ہی اخبارات نے نمایاں سرخیوں کے ساتھ شائع کیا۔ خط کے مندرجات کے مطابق بھٹو خاندان اور بعض غیر ملکی سفارت کاروں کے درمیان قریبی تعلقات کا انکشاف ہوا۔ ڈاکٹر ظفر نیازی نے بے نظیر بھٹو کے نام اپنے خط میں لکھا کہ ایک سفیر آپ سے گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس سے پہلے متعلقہ سفیر یہ یقین دہانی حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ آپ لوگ اہم منصوبوں کو بحیثیت تمام پایۂ تکمیل تک پہنچا بھی سکتے ہیں۔۔۔ یا نہیں۔۔۔؟ پیپلز پارٹی کے ایک لیڈر مسیح منیر کا بھی کراچی جیل سے بھیجا گیا ایک خط پکڑا گیا۔ جس کے مطابق انہوں نے ایم آر ڈی کی تشکیل سے متعلق بے نظیر کو چند تجاویز پیش کی تھیں۔

یوسف نذر پیپلز پارٹی کے ایک اور لیڈر ہیں جن کا خط بنام بے نظیر پکڑا گیا۔ اس کے خط کے مطابق ۲۵ دسمبر کو یوسف نذر سے ایک غیر ملکی سفارت خانے کے قونصل جنرل نے ملاقات کی اور انہیں ۵ جنوری کو ہونے والے اجلاس میں شرکت کی دعوت دی۔ یوسف نذر کے مطابق مذکورہ قونصل جنرل کی حکومت پیپلز پارٹی کی سرگرمیوں میں ان سے تعاون کی خواہش مند ہے لیکن بقول ان کے پیپلز پارٹی کے پاس ضیاء حکومت سے نجات کا کوئی ایسا پروگرام موجود نہیں جس کے مطابق عمل درآمد کیا جا سکے۔ اور جلد از جلد مطلوبہ نتائج حاصل کئے جا سکیں۔ قونصل جنرل نے (جن کا نام معلوم نہیں ہو سکا) معراج محمد خان کے بارے میں بہت زیادہ دلچسپی کا اظہار کیا اور ان کی تنظیمی صلاحیتوں پر اطمینان ظاہر کیا۔ بقول یوسف نذر متعلقہ قونصل جنرل نے بھٹو خاندان کی خواتین سے قریبی روابط کا اظہار بھی کیا۔

چند روز بعد مصطفیٰ کھر کا لندن سے بھیجا گیا خط بنام نصرت بھٹو بھی اخبارات کو جاری کیا گیا جس میں انہوں نے اپنی کمزور مالی پوزیشن کا حال بتاتے ہوئے بیگم صاحبہ سے مدد کی درخواست کی ہے خط کے مندرجات میں اصغر خان، ولی خان اور دوسروں کو اپنا آلۂ کار بنانے کی خصوصی ہدایت دی گئی ہے۔ اور بعض غیر ملکی قوتوں کے بارے میں بھی یہ یقین دہانی کرائی گئی ہے (بقول حکومت کے) کہ کچھ غیر ممالک اس سلسلے میں بھٹو خاندان کی مدد کرنے کا یقین دلا چکے ہیں۔ جناب کھر نے بیگم بھٹو سے یہ بھی کہا ہے کہ وہ مزید اطلاعات اور آئندہ کے پروگرام کسی قابل اعتماد ذریعے سے ان تک پہنچائیں گے۔۔۔۔

خطوں کی یہ سیاست چند ماہ تک بڑی دھوم دھام سے اخبارات کو "خوراک" فراہم کرتی رہی لیکن بے شمار لوگ ایسے تھے جنہیں ان خطوط کے مندرجات کے پس منظر کا علم نہ تھا۔ نہ ان کے علم میں یہ بات تھی کہ ایم آر ڈی کس چیز کا نام ہے نہ وہ یہ جانتے تھے کہ بیگم بھٹو یا بے نظیر کیا کر رہی ہیں! کیونکہ اخبارات پر سنسر کی وجہ سے کوئی بات شائع نہیں ہو رہی تھی سوائے اس بات کے جسے حکومت بطور خاص شائع کرنے کی اجازت دے۔ جن دنوں خطوط پکڑنے کی یہ سیاست زوروں پر تھی، اہل نظر نے یہ بھانپ لیا تھا کہ اب پیپلز پارٹی کے بچے کھچے عنصر کی بھی شامت آنے والی ہے۔ لیکن تاحال کوئی بڑا دھماکہ اس سلسلے میں نہیں ہو سکا بلکہ حکومت کی جانب سے بڑے سیدھے سادے اور دھیمے سے انداز میں اخبارات کو ایک روز یہ خبر جاری کر دی گئی کہ "الذوالفقار" نامی تنظیم کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ خبر ۲۹ اپریل کے اخبارات میں شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہوئی۔ کہا گیا تھا کہ پاکستان میں متعلقہ تنظیم کے تمام ارکان اور اسلحہ وغیرہ پکڑے جا چکے ہیں۔ حکومتی ذرائع کے مطابق الذوالفقار کے اراکین زیادہ تر کالعدم پیپلز پارٹی ہی کے ایک شرپسند گروہ پر مبنی تھے۔ افغانستان کی پرچم پارٹی کے ساتھ باقاعدہ وفاداری کا حلف اٹھاتے تھے۔ اور منتخب اراکین کو تربیت کے لئے کابل بھیجا جاتا تھا۔ حلف وفاداری کے الفاظ یہ تھے

(۱) میں شیخ اعظم اور پاکستان پیپلز پارٹی کا وفادار ہوں گا۔

(۲) میں افغانستان کی پرچم پارٹی کا وفادار ہوں گا

(۳) میں شاہنواز بھٹو کا حکم ملنے پر پاکستان میں تخریب کاری کروں گا۔

حکومتی ذرائع کے مطابق حکومت کے پاس اس سلسلے میں ٹھوس شہادتیں موجود ہیں کہ اس سارے معاملے سے بھٹو خاندان کی خواتین مکمل طور پر آگاہ اور منصوبوں میں شریک تھیں۔ الذوالفقار کا کابل ہیڈ کوارٹر تخریب کاروں کو اسلحہ فراہم کرتا تھا اور ان کے خاندانوں کے لئے ماہانہ تین سو سے کر[illegible] سو روپے تک معاوضہ دیا جاتا تھا حکومت کے مطابق اب الذوالفقار کا پاکستان کے تمام حصوں میں مکمل طور پر صفایا کر دیا گیا ہے لیکن کیا



گئی سالوں کے باوجود ان وطن دشمن سرگرمیوں کا یا پیپلز پارٹی سے وابستہ شرپسند گروہ کا ملک میں صفایا نہیں کر سکی تو پھر اس نے کیا کیا ہے؟ اور اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ حکومت نے پیپلز پارٹی کے غیر محب وطن عناصر کو ختم کر دیا ہے تو پھر اس پارٹی کا ہوا اب تک کیوں حکومت کے سر پر سوار ہے۔ جب آئے دن شہ سرخیوں میں اخبارات کی زینت بنا کر عوام میں ہلچل پیدا کر دی جاتی ہے۔ اور یہ تاثر نئے سرے سے پھر پیدا کر دیا جاتا ہے جیسے خدانخواستہ یہ پارٹی نہ جانے کیا کر گزرے گی؟ جب کہ اس پارٹی کی حقیقت اس کے دعووں ہی سے ظاہر ہے۔ جو اس نے مختلف مواقع پر کئے اور عوام نے ان میں عدم دلچسپی کا اظہار کیا۔ آخر حکومت کو عوامی سطح پر کالعدم پیپلز پارٹی یا بھٹو خاندان سے عوام کے تعلقات کا حقیقی اندازہ کیوں نہیں ہو جاتا؟ کیا ۲۳ مارچ کے سلسلے میں پی پی کے دعوے کا حشر، ۴ اپریل کو بھٹو کی برسی کے سلسلے میں پارٹی کے کھوکھلے دعووں کا ہوا میں اڑ جانا اور پھر اب یوم مئی کا پیپلز پارٹی کے تمام تر دعووں کے برعکس خیر و عافیت سے گزرنا

کے سلسلے میں بھی کر لیا جائے تو کوئی ایسا خاص مضائقہ نہیں ہوگا۔

اب سے تقریباً ایک ماہ قبل سینہ بہ سینہ ایک افواہ اڑی کہ اداکار محمد علی کو لاہور میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ لیکن تمام اخبارات اس خبر کی اشاعت سے محروم رہے۔ بلکہ بہت سے اخبارات کے تو علم میں بھی یہ بات نہ تھی۔ کچھ پتہ نہ چل سکا کہ آخر محمد علی کا قصور کیا ہے؟ کسی نے کہا کہ محمد علی انکم ٹیکس کی عدم ادائیگی کی وجہ سے گرفتار کئے گئے ہیں اور کسی نے گرفتاری کی کوئی اور ہی وجہ بتائی۔ دریں اثناء پتہ چلا کہ محمد علی کو مارشل لاء کے ضابطہ نمبر ۱۲ کے تحت گرفتار کیا گیا ہے۔ لیکن کن الزامات کے تحت۔۔۔۔۔؟ اس بارے میں وثوق سے کچھ پتہ نہ چل سکا ما سوائے اس کے کہ محمد علی کو فیض احمد فیض کی سالگرہ کے سلسلے میں منعقد ہونے والی تقریب کے بعد لاہور میں گرفتار کیا گیا تھا۔ بعض ذرائع کے مطابق محمد علی نے تقریب مذکورہ میں حکومت کے خلاف کچھ باتیں کی تھیں۔ لیکن وہ باتیں کیا تھیں؟ اس کی نشاندہی کہیں سے نہ ہو سکی۔ ہمارے ایک نمائندے نے اس سلسلے میں لاہور

کیا سچ مچ "الذوالفقار" کا خاتمہ کر دیا گیا ہے

درحقیقت بھی ایسا ہی ہوا ہے؟ یہ ایک ایسا سوال ہے جو ہنوز تک بے شمار ذہنوں میں الجھن بنا ہوا ہے اور جس کا کوئی واضح جواب اس وقت تک نہیں دیا جا سکتا جب تک کہ حکومت کی جانب سے کالعدم پیپلز پارٹی کی مذموم سرگرمیوں کے بارے میں روزانہ شائع ہونے والی ایک دھماکہ خیز "خبر" کا سلسلہ ختم نہیں ہو جاتا۔ سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر اب تک ضیاء حکومت اپنے اقتدار کے

امکانات کا ثبوت نہیں کہ عوام اس پارٹی کی دہشت گردی پر مبنی سرگرمیوں کو رد کر چکے ہیں۔ اب حکومت کو چاہیے کہ پیپلز پارٹی کی فکر سے آمادہ کر کے ان عناصر کی فکر کرے جو آئے دن اس پارٹی اور اس کے عزائم سے متعلق ایک نیا شوشہ چھوڑنے اور عوام کو ہراساں کرتے رہتے ہیں اور جب اس کا ذخیرہ سے حکومت کا ذخیرہ ہو تو پھر ذرا غور و فکر عوام کی حالت سدھارنے

کی فلمی صنعت کے ایک مشہور فلمساز و ہدایت کار سے جب گفتگو کی تو انہوں نے "انکشاف" فرمایا کہ جس روز طیارہ اغوا ہوا ہے۔ اسی دن محمد علی کے گھر ایک فون آیا۔ جس میں یہ "خوشخبری" سنانے کے بعد آگے بھیج دینے کا کہا گیا

باقی صفحہ ۷ پر

پندرہ روزہ

THE MESSENGER

پیغامبر

اسکاربرو کینیڈا

مدیر [illegible] اختر

جہاں بینی میری فطرت ہے لیکن
کسی جمشید کا ساغر نہیں ہیں

حُبِّ وطن حُبِّ دین کا تقاضہ

جس طرح ہر چیز کی ایک حد ہوتی ہے اسی طرح اختلاف رائے کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ ہمارے درمیان بیسیوں اختلافات ہو سکتے ہیں لیکن اسلام کی پاسبانی اور پاکستان کی سالمیت کا تحفظ ہر اختلاف و نزاع سے بالاتر ہے۔ ہم ایک دوسرے سے خواہ کتنی ہی مخاصمت رکھیں لیکن بحمداللہ ہم مسلمان اور محب وطن ہیں۔ اس لئے اسلام اور اس اسلامی مملکت کی حفاظت کیلئے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہونگے، اور کسی کو اس طرف میلی آنکھ سے دیکھنے کی اجازت نہیں دینگے —— حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کا اختلاف ضرب المثل اور شہرۂ آفاق ہے، لیکن جب عین معرکہ کارزار میں حضرت معاویہؓ کو نصرانی بادشاہ کا خط ملا، جس میں اس نے حضرت علیؓ کے مقابلے میں آپ کو اپنی حمایت کی پیشکش کی تھی، آپ نے سفارتی آداب کو نظر انداز کرتے ہوئے یہ جواب تحریر فرمایا" —— او نصرانی کتے! تو ہمارے برادرانہ اختلاف سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتا ہے؟ یاد رکھ! اگر تو نے علیؓ کے مقابلے میں لشکر کشی کی حماقت کی تو علیؓ کی فوج کا سب سے پہلا سپاہی جو تیری پیشانی پر ذلت کا سیاہ داغ لگانے کیلئے آگے بڑھے گا اس کا نام معاویہ بن ابی سفیانؓ ہوگا" ——

—— یہ ہے باہمی اختلافات میں ایک سچے مسلمان کا کردار! اور جو لوگ باہمی رنجش کی بنیاد پر اسلامی مملکت کو اعدائے اسلام کا تر نوالہ بناکر ملت فروشی کی قیمت وصول کرتے ہیں تاریخ انہیں بغداد کے ابن علقمی، بنگال کے جعفر اور دکن کے صادق ایسے "ننگ قوم، ننگ دین، ننگ وطن" غداروں کی صف میں جگہ دیتی ہے۔

صفحہ ۸ سے آگے

ہراں کی عزت کے نام پر بیاہ رچ جب سے پاکستان امریکہ کو کئی بار آزما چکا ہے اس پانچ سالہ معاہدہ کی خلاف ورزی اور وقت آنے پر اپنے مواعید سے پہلو تہی یقیناً پاکستان اور اس علاقہ کے ملکوں کے لئے امریکہ کے بارے میں ایک اور سبق ہوگی اس معاہدہ کی تکمیل سے بھی کہیں قبل روس کے

چیف آف سٹاف کی بھارت میں آمد حالات کی سنگینی کو پوری طرح واضح کرنے کے لئے کافی ہے۔ کیا یہ ضروری ہے کہ ہاتھی باندھ کر ہر بھی بات کو بھی تازی طور پر رد کرکے اپنا نقصان کیا جائے۔

مشعل ہدایت

حضرت جعفر صادقؒ

آپ ۸۰ھ بمطابق ۶۹۹ء میں مدینہ میں پیدا ہوئے امام باقر کے بیٹے اور چھٹے امام ہیں۔ آپ حدیث اور فقہ میں ید طولٰی رکھتے تھے۔ نہایت جری اور نڈر تھے۔ ۱۴۸ھ بمطابق ۷۶۵ء میں انتقال ہوا۔

توبہ کرنا آسان ہے لیکن گناہ چھوڑنا مشکل۔

گناہ پر اصرار انسانوں کی ہلاکت کا موجب ہے۔

دوسروں کے مال کا لالچ نہ کرنا ہی داخلی سخاوت ہے۔

دل کی آنکھ عبادت سے کھلتی ہے اس کی رسائی لامکاں تک ہے اور کائنات کا کوئی راز اس سے پنہاں نہیں

انسان کے پاس ایک ایسی قوت بھی ہے جو مستقبل میں جھانک سکتی ہے یہ اس وقت بیدار ہوتی ہے جب حواس خمسہ سو رہے ہوں اور دماغ خیالات سے آزاد ہو۔

تغیر اساس کائنات ہے پانی کہیں سحاب بن رہا ہے کہیں موتی اور کہیں آنسو۔ نور ظلمت میں بدل رہا ہے اور ظلمت نور میں۔

انسان اعمال میں آزاد تو ہے لیکن اس کی آزادی لامحدود نہیں اس لئے کہ اس کے اختیار میں کچھ شائبہ جبر بھی ہے۔

جو اللہ سے انس رکھتا ہے اس کو لوگوں سے وحشت ہوتی ہے۔

بے حد اعتقاد بربادی اور نکتہ چینی بدنصیبی ہے۔

انتقام کی قدرت رکھتے ہوئے غصہ کو پی جانا افضل ترین جہاد ہے۔

ابتلاء ایک شرف ہے اس لئے خاصان حق اس میں مبتلا کئے جاتے ہیں۔

نفس اللہ کا مخالف ہے اور نفس کی مخالفت خدا کی دوستی ہے۔

حقیقی تقوٰی یہ ہے کہ جو کچھ تیرے دل کے اندر ہے اگر تو اس کو ایک کھلے طباق میں رکھ کر بازار کا گشت لگائے تو اس میں ایک چیز بھی ایسی نہ ہو جس کو اس طرح آشکار کرنے میں تجھے شرم آئے۔

سچی باتیں

(از مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم)

آپ جس بستی میں رہتے ہیں، اس میں کوئی مسلمان شراب خور تو نہیں رہتا؟ اگر رہتا ہے تو آپ نے اب تک اس سے شراب چھڑانے کی کیا کیا کوششیں کی ہیں؟ آپ کے وطن کی اسلامی آبادی میں کوئی شخص سود کے عذاب میں گرفتار تو نہیں نظر آتا؟ اگر ہے، تو آپ نے اب تک اس کو اس عذاب سے نجات دلانے میں کوئی سعی و تدبیر کی ہے؟ آپ کے شہر میں کچھ بدنصیب ہستیاں ایسی تو نہیں جو اللہ کا نام لینے اور محمدؐ کا کلمہ پڑھنے کے ساتھ ہی، اپنی شرم و حیا، عفت و عصمت کی تجارت میں مصروف ہیں؟ اگر خدانخواستہ ہیں، تو آپ نے اب تک ان بدنصیبوں کی حالت سدھارنے میں کیا کیا کام انجام دیئے ہیں؟ اسی طرح جن جن چیزوں پر آپ کا ضمیر، آپ کی عقل، آپ کا قلب، جرم و خطا، گناہ و معصیت ہونے کا فتوٰی دیتا ہے، ان کی روک تھام کے لیے آپ نے اب تک اپنی بستی میں، اپنے محلہ میں، اپنے پڑوس میں، کتنی کوششیں، انسانیت و ہمدردی، ہواخواہی، دل سوزی کے جذبات کے ساتھ کی ہیں؟

یہ جتنے گناہگار مرد و زن نظر آ رہے ہیں، آپ ہی کے بھائی بہن ہیں، ان پر حقارت سے نظر نہ کیجئے، ممکن ہے "کل" یہ زیادہ معزز ثابت ہوں ان کو رسوا و بدنام کرنے کے بجائے ان سے نرمی و ہمدردی کا برتاؤ کیجئے، ممکن ہے آپ کو بھی کسی دوسرے کا سہارا ڈھونڈھنے کی ضرورت پڑ جائے۔ ان سے نفرت نہ کرکے۔ ان کے ساتھ تحقیر و ذلت کا برتاؤ کرکے ان کے دلوں میں ضد اور سختی نہ پیدا کیجئے، بلکہ اس شفقت و نرمی کے ساتھ جس کو آپ اپنی اولاد کے ساتھ اور اپنے خاص دوستوں اور عزیزوں کے ساتھ برتتے رہتے ہیں، رفتہ رفتہ انہیں سیدھے راستہ پر لائیے، ان سے ملنے جلنے میں اپنی توہین نہ سمجھئے۔ ان سے ملئے۔ تنہائی میں انہیں سمجھائیے ضرورت ہو تو ان کی خوشامد کیجئے۔ اور اس راہ میں خود آپ کی بھی جس قدر توہین ہو، جس قدر بدنامی ہو۔ اس سے بددل نہ ہوجیئے۔ ڈاکٹر جس وقت آپریشن کرتے ہیں تو خون کی چھینٹیں اڑ کر خود ان کے جسم و لباس کو بھی آلودہ کر دیتی ہیں۔ طبیب کو مریض کی جسمانی کثافتوں اور آلائشوں سے برابر سابقہ رہتا ہے اور پیشانی پر شکن نہیں پڑنے پاتی پھر آپ تو روح کو نکھارنے اور اخلاق کثافتوں اور غلاظتوں کو صاف کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ آپ کا ظرف تو یقیناً کہیں زیادہ بلند و برتر اور اشرف ہونا چاہیئے!

کام ذرا مشکل ہو۔ تقریروں میں داد غالباً نہ ملے، اخبارات میں تعریفیں شاید نہ چھپیں، نام اور کام کی شہرت شاید فوراً نہ ہو، لیکن جس وقت زبانیں گنگ ہو جائیں گی اور جسم کا رواں رواں، زبان حال بن جائے گا، جس وقت آفتاب بے نور ہو جائے گا اور کائنات کا ذرہ ذرہ حقیقت کی تجلی سے آفتاب بن جائے گا۔ جس وقت جھوٹے انسانوں کی نہیں سچے فرشتوں کی گواہیاں گزرنے لگیں گی۔ اور ایک ایک بھید کھلنے لگیں گے۔ اس وقت نظر آئے گا، کہ پہلے اپنی ذات کے پھر اپنے گھر والوں اپنی برادری والوں اپنے محلہ والوں، اپنی بستی والوں کے سدھارنے کی خاموش اور بے نمائش کوشش، بے معنی ولاحاصل نہ تھی، یہی سچی پیروی رسولؐ ہے، یہی سچی شریعت ہے، یہی اصلی طریقت ہے، یہی سچا طریقہ ہے، یہی اصلی صوفیت ہے، اس کے سوا جو کچھ ہے۔ الفاظ کا کھیل اور نفسانیت کا تماشا ہے۔

جس قوم میں غدار پیدا ہونے لگیں اس قوم کے مضبوط قلعے بھی کھنڈر ثابت ہوں گے۔ (ٹیپو سلطانؒ)

جس نے جان بوجھ کر نماز پڑھنا چھوڑ دی اس نے کفر کیا۔ (رسولِ اکرمؐ)

جس دل میں کلمۂ حق کہنے کی جرأت ہو کبھی ظالم و جابر سے نہیں ڈرتا۔ (شیخ سعدیؒ)

انٹرویو —— تلخیص و ترجمہ: ایم عجاب ملک



"اگر مغربی ممالک کو خلیج کی سلامتی کی اتنی ہی فکر ہے تو انہیں چاہیئے کہ سب سے پہلے اسرائیل کے گلے میں پٹہ ڈالیں"

عالم اسلام کے نوجوان اور ذہین رہنما سعودی عرب کے وزیر خارجہ

شہزادہ سعود الفیصل کا ایک عربی جریدے کو انٹرویو

س: امریکی خارجہ پالیسی کا اہم ترین پہلو شرق اوسط میں سوویت یونین کی پیش قدمی کو روکنا ہے اور اس کے برعکس اسے عرب اسرائیل تنازعہ کو حل کرانے میں کوئی دلچسپی نہیں آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔

ج: میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ امریکہ کی خارجہ پالیسی یا اس کی ترجیحات یا امریکہ کو درپیش مسائل کا تعین اور حل پیش کر سکوں۔ ذاتی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ کسی ملک کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ عالمی سیاست میں امریکہ اور سوویت یونین کی سیاسی پالیسیوں یا ترجیحات کی پیروی کرے۔ تاہم جہاں تک روس اور امریکہ کے درمیان توازن طاقت اور تیسری عالمگیر جنگ کی صورت میں دنیا کو درپیش متوقع خطرات کا تعلق ہے یہ ضروری ہے دنیا کے حساس علاقوں میں دونوں بڑی طاقتوں کے درمیان مثبت توازن برقرار رہے عالمی امن و استحکام کو درپیش خطرات یا بالفاظ دیگر علاقائی تنازعات کو جن میں عرب اسرائیل تنازعہ بھی شامل ہے ختم کرایا جائے۔

س: صدر ریگن سے لے کر برطانوی وزیراعظم مارگریٹ تھیچر تک بھی خلیج عرب کی حفاظت یا اس علاقے میں مغربی مفادات کے تحفظ کے لئے یہاں اپنی فوجیں متعین کرنے کے لئے بے چین نظر آتے ہیں آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ سعودی عرب کا اس بارے میں کیا موقف ہے؟

ج: میں عرب اخبارات و جرائد سے اپیل کروں گا کہ وہ مغربی پریس اور اس کے تبصروں اور خبروں سے گمراہ نہ ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ خلیج عرب میں صرف عربوں کے ہی مفادات ہیں اور کسی بھی دوسرے ملک کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ ہمارے علاقوں میں اپنے مفادات کی بات کرے۔ عرب ممالک اور دنیا بھر کے دوسرے ملکوں کے درمیان تعاون کا طریق یہ ہے کہ سب مشترکہ مفادات کو پیش نظر رکھ کر ایک دوسرے سے معاملہ کریں۔ اور تعاون و اشتراک عمل کی بنیاد باہمی احترام اور مسلمہ بین الاقوامی قوانین کو بنایا جائے۔ اس سلسلہ میں ہمارا موقف یہ ہے کہ خلیج عرب کی سلامتی تحفظ اور اس علاقے میں موجود ملکوں کے مفادات کی نگرانی اور حفاظت یہ خود ہماری ذمہ داری ہے۔ بڑی طاقتوں کی آویزش اور باہمی کشمکش کے نتیجے میں خلیج عرب میں باہمی تصادم کی فضا جنم لے گی اور اس سے علاقے کی امن و سلامتی خطرے میں پڑ جائے گی۔ اور پھر مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ مغربی ممالک کو صرف خلیج عرب کی سلامتی کی ہی کیوں اتنی زیادہ فکر ہے کیونکہ پوری دنیا بالخصوص شرق اوسط میں امن و استحکام موجود ہے۔ علاقے کے لئے جو بات خطرے کا موجب ہے وہ اسرائیل کی توسیع پسندانہ سیاست عرب علاقوں پر ناجائز قبضہ رکھنے کی خواہش اور فلسطینیوں کو ان کے گھروں سے محروم کرنا ہے اور اگر مغربی ممالک کو علاقے کی سلامتی کا کچھ زیادہ ہی خیال ہے تو انہیں چاہیئے کہ وہ اسرائیل کی طرف سے متوقع خطرات کو محسوس کرکے انہیں دور کرنے کی کوشش کریں۔ الحمد للہ خلیج عرب مستحکم ہے اور اس کی سب سے بڑی مثال ایران اور عراق جنگ ہے اگر اس قسم کی جنگ دنیا کے کسی اور حصے میں ہوتی تو آپ دیکھتے کہ اس کے شعلے کتنے وسیع علاقوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے خلیج عرب کے ممالک اپنی ذمہ داریوں سے پوری طرح آگاہ ہیں اور ان میں اتنی صلاحیت موجود ہے کہ وہ خود اپنے وسائل پر بھروسہ کرکے ہر قسم کے خطرات کا مقابلہ کر سکیں۔ دوست ممالک کی طرف اتنی ذمہ داری ہے کہ وہ عرب کے جائز مطالبات کو پورا کریں اور ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ ہمیں جدید آلات جنگ، اسلحہ اور دیگر لازمی ضروریات فراہم کی جائیں۔ تاکہ یہ علاقہ خود اپنی حفاظت کر سکے۔

س: کیا آپ کے خیال میں روس تیل کے علاقوں پر قبضہ کرنے کے لئے منصوبہ تیار کر چکا ہے؟

ج: میں روس کے آئندہ عزائم کے بارے میں قطعیت کے ساتھ کوئی بات نہیں کہہ سکتا تاہم افغانستان میں سوویت یونین کی طرف سے واشگاف جارحیت کے پیش نظر اتنا کہا جا سکتا ہے کہ اس اقدام نے روسی عزائم کے بارے میں متعدد شکوک و شبہات ضرور پیدا کر دیئے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سوویت یونین اس علاقے کی طرف پیش قدمی کے لئے راستہ ہموار کر رہا ہے آخر روس کے پاس افغانستان میں مسلح مداخلت کا کیا جواز ہے؟ کیا یہ صحیح ہے کہ روسی جارحیت سے قبل افغانستان نے علاقے کے امن و استحکام کے لئے خطرات پیدا کر دیئے تھے؟ افغانستان میں آخری سیاسی تبدیلیوں اور انقلابوں سے قبل افغانستان اور روس کے درمیان قریبی دوستانہ تعلقات تھے۔ دونوں ملکوں میں اقتصادی اور دفاعی معاہدے طے پا چکے تھے کیا افغانستان میں سوویت یونین کے داخلے سے قبل یہاں کوئی غیر ملکی فوج موجود تھی؟ ہرگز نہیں تو پھر افغانستان، سوویت یونین کی سلامتی کے لئے خطرہ کس طرح بن گیا؟ سوویت قبضے سے پہلے اس ملک میں جو انقلاب برپا ہوا۔ وہ کمیونسٹ تھا لہٰذا افغانستان میں روسی فوجوں کی موجودگی کا کوئی جواز ثابت نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ افغانستان میں حاکم اقتدار سے فائدہ اٹھا کر بعض اور مقاصد کی تکمیل کا خواہش مند تھا اور اس بات نے مسئلہ افغانستان کو انتہائی سنگین بنا دیا ہے ایک ایسی بڑی قوت نے جو دنیا میں امن و استحکام برقرار رکھنے کی ذمہ دار ہے ایک ایسے آزاد و خود مختار ملک پر جو مؤتمر عالم اسلام اور غیر جانبدار ممالک کی تنظیموں کا رکن تھا قبضہ کر لیا۔ یہ اقدام اپنی ذات میں ایک بہت بڑا خطرہ ہے اور اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ مستقبل میں بھی اس قسم کے واقعات کا اعادہ ہو سکتا ہے۔

س: سعودی عرب اور روس کے حلیف اور دوست عرب ممالک کے درمیان آئندہ تعلقات کی نوعیت کیا ہوگی۔

ج: اس مسئلے پر ہمارا اپنا ایک مخصوص نظریہ ہے بڑی طاقتیں ان ممالک کی (جو روس یا امریکہ کی دوستی کے دعویدار ہیں) دوست نہیں ہیں جب ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ کسی بڑے ملک سے ہمارے تعلقات دوستی کی سطح پر یا دوستی کی بنیاد پر ہیں تو ہم اس وقت خود اپنے نفس کو دھوکہ دے رہے ہوتے ہیں۔ بڑی طاقتوں کی اپنی ایک مخصوص حکمت عملی اور مفادات ہوتے ہیں اور وہ ذاتی مفادات اور حکمت عملی کی بنیاد پر دوسرے ملکوں سے تعلقات استوار کرتے ہیں طبعاً ہم یہ چاہتے ہیں کہ بڑی طاقتوں سے ہمارے تعلقات مضبوط اور مستحکم ہوں اور یہ طاقتیں ان مسائل کو جو ہمیں درپیش ہیں عدل و مساوات کی بنیاد پر حل کریں۔

س: روس اور سعودی عرب کے درمیان بات چیت کے لئے آپ کے نزدیک کن شرائط کا ہونا ضروری ہے؟

ج: سعودی عرب اور روس کے درمیان بات چیت ہم نے روس کے ساتھ بات چیت کا سلسلہ کبھی بھی منقطع نہیں کیا روسی اور سعودی سفارت کار متعدد ممالک میں ملاقات کرتے ہیں اور ان کے درمیان تبادلہ خیال بھی ہوتا ہے ہم سوویت یونین کو بڑی طاقت کے طور پر تسلیم کرتے ہیں اور ہمیں اس بات سے بھی انکار نہیں کہ عالمی سیاست میں اسے ایک اہم کردار کی حیثیت حاصل ہے اور ہم یہ امید کرتے ہیں کہ شرق اوسط کے مسائل کو حل کرانے کے سلسلے میں روس مثبت اور مؤثر کردار ادا کرے گا۔

س: امریکی انتظامیہ ابھی تک معاہدہ کیمپ ڈیوڈ سے الگ نہیں ہوئی جبکہ سعودی عرب اس معاہدہ کی سختی سے مخالفت کرتا ہے اور یہی حال دیگر عرب ممالک کا ہے۔ آپ بیت المقدس اور مسئلہ فلسطین کے بارے میں امریکی رہنماؤں کو کیا کہیں گے؟

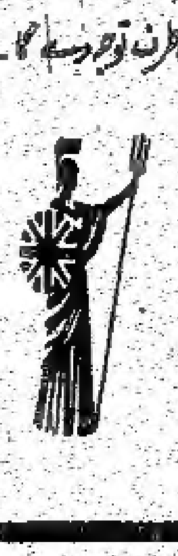
ج: معاہدہ کیمپ ڈیوڈ سے دست برداری کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ فریقین خود ہی اس سے الگ ہو گئے ہیں اور مزید بات چیت جاری رہنے کے امکانات ختم ہو چکے ہیں اور یہ ایک منطقی بات ہے کہ کیمپ ڈیوڈ سمجھوتہ عربوں اور اسرائیل کے درمیان موجود اصل تنازعہ یعنی مسئلہ فلسطین کو حل کرنے میں ناکام رہا ہے ہم ریگن انتظامیہ سے توقع کرتے ہیں کہ وہ شرق اوسط کے بارے میں حقائق پر مبنی سیاسی پالیسی وضع کرنے کے لئے غیر جانبدار اور حقیقت پسندانہ فکر اختیار کرے گی۔

س: کیا امریکی وزیر خارجہ ہیگ کے حالیہ دورہ سعودی عرب سے قبل تنظیم آزادی فلسطین نے کوئی ایسا خط دیا تھا جسے ان تک پہنچانے کے لئے کہا گیا ہو؟

ج: تنظیم آزادی فلسطین نے ہمیں جنرل ہیگ کے نام کوئی پیغام یا خط وغیرہ نہیں دیا تھا۔

س: بعض سیاسی مبصرین کا کہنا ہے کہ سابق صدر کارٹر کے دور میں سعودی عرب نے امریکہ سے جو توقعات وابستہ کی تھیں وہ بری طرح ناکام ہو گئیں۔ کیا آپ سابق صدر کی کسی ایسی غلطی کی طرف اشارہ کرنا پسند کریں گے جس کے بارے میں آپ یہ سمجھتے ہوں کہ کم از کم صدر ریگن کو اس غلطی کا اعادہ نہیں کرنا چاہیئے اسی طرح امریکہ اور سعودی عرب کے درمیان مثبت اور سنجیدہ تعلقات کے قیام کے لئے کن باتوں کو بنیاد بنانا چاہیئے؟

ج: میں ماضی کی طرف لوٹنا اور گزری ہوئی باتوں کا محاسبہ کرنا نہیں چاہتا تاہم میرے نزدیک صرف سابقہ امریکی حکومت ہی نہیں بلکہ ماضی میں جتنی بھی حکومتیں آئیں انہوں نے شرق اوسط کے بنیادی مسئلہ سے صرف نظر کرکے مسائل کا حل ڈھونڈنے کی کوشش کی۔ اور وہ ہے مسئلہ فلسطین! دوسری بات جسے امریکی حکومتوں نے فراموش کر دیا۔ اور وہ صیہونی حکومت جارحیت پر مبنی عزائم اور سیاسی پالیسیاں اور توسیع پسندانہ عزائم ہیں اسرائیل نہ صرف بعض عرب اور فلسطینی علاقوں پر قابض ہے۔ بلکہ وہ مزید عرب علاقوں پر تسلط جمانے کے خواب بھی دیکھ رہا ہے، امریکہ ایک بڑی طاقت ہے اور ایک سپر پاور ہونے کے ناطے عالمی سطح پر امن و سکون کی فضا کو پیدا کرنا اور بحال رکھنا اس کی ذمہ داریوں میں شامل ہے لہٰذا ہم امید کرتے ہیں کہ امریکہ مسلمہ بین الاقوامی اصولوں اور اخلاقی قدروں کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسئلہ فلسطین کے پائیدار اور منصفانہ حل کی طرف توجہ دے گا۔



ماہنامہ MONTHLY AAWAZ

آواز

اسکاربرو کنیڈا

مدیر سہیل اختر

جلد ۳ | مئی ۱۹۸۱ء | شمارہ ۵

اندر کے صفحات پر قرآن کی آیات درج ہیں۔ آپ سے درخواست ہے کہ اس کا احترام کیجئے۔

ہمارے نبی نے فرمایا

"حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جب تم کسی شخص کو مسجد میں پابندی سے حاضر ہوتے دیکھو تو تم اس کے ایمان کی شہادت دو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ کی مساجد کو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان لایا ہو۔"

(رواۃ الترمذی۔ مشکوٰۃ۔ باب المساجد۔ ص ۲۱)



مسکراہٹ ہے ساری، دہن کیلئے، زمیاں ہوتی ہیں گل بدن کیلئے، ہر ادا وقف ہے بانکپن کیلئے، پھول ہوتا ہے یعنی چمن کیلئے
باغ ہستی میں شبنم سے بھر لینا گیا، جو چمکتا ہے آسماں پیار کا، زندگی بھر یونہی مسکرا مسکرا، سچے موتی لٹانے تو کیا بات ہے

صرف ماہنامہ آواز کیلئے

کینیڈا کی مردم شماری
یہ کیا ہے اس کا مطلب کیا ہے
اور ہمیں اس کی ضرورت کیوں ہے
۳ جون مردم شماری کا دن ہے

ہر پانچ سال بعد حکومت کینیڈا مردم شماری کراتی ہے جس میں لوگوں سے ان کا خاندان، پیشہ، رہائش، آمدنی، تعلیم اور ایسے مسائل پر سوالات کئے جاتے ہیں جن کا تعلق معیشت کے مستقبل سے ہو تاکہ اس کی منصوبہ بندی کی جائے۔ یہ ملک میں آنے والی بہت سی تبدیلیوں کا ریکارڈ رکھنے کیلئے کی جاتی ہے۔

یہ حکومت کیلئے اہم ہے کہ وہ مختلف نسلوں سے جو اب کینیڈا میں رہائش پذیر ہیں، تازہ ترین اطلاعات فراہم کرے کیونکہ کینیڈا میں رہنے والے مختلف نسلوں کے لوگوں کے پروگراموں کی معلومات زیادہ تر مردم شماری سے حاصل ہوتی ہے۔

مردم شماری کا نمائندہ مردم شماری کا سوالنامہ آپ کے حوالے کریگا۔ اہل خانہ کیلئے ضروری ہے کہ اسے پُر کریں۔ مردم شماری انتہائی ضروری ہے اس ضمن میں قانون تنبیہ کرتا ہے کہ آپ سوالنامہ ۳ جون ۱۹۸۱ء کو ہر حال میں پُر کریں۔ اس ضمن کے قانون میں واضح ہے کہ آپ کے دیئے گئے جوابات کو سوائے متعلقہ افراد کے، کوئی نہیں دیکھے گا۔ اور متعلقہ افراد نے جوابات کو صیغہ راز میں رکھنے کا حلف اٹھایا ہے۔ حتیٰ کہ حکومت کا کوئی دوسرا محکمہ بھی آپ کے فراہم کردہ معلومات نہ دیکھ سکے گا۔ یہ معلومات دوسرے افراد خانہ کے ساتھ اجتماعی طور پر صرف اعداد کی شکل میں شائع ہوگی۔

اگر آپ کو سوالنامہ پُر کرنے میں دقت ہو تو سوالنامہ میں دئے گئے فون نمبر پر رابطہ قائم کریں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ آفیسر آپ سے گفتگو کریگا جو آپ کی زبان سے واقف ہو۔

اگر سوالنامہ کے ساتھ جوابی لفافہ منسلک ہو تو سوالنامہ مکمل کر کے اسے حوالہ ڈاک کیجئے۔ بصورت دیگر اسے اپنے پاس رکھئے تاکہ نمائندہ مردم شماری خود آکر آپ سے سوالنامہ حاصل کرلے۔

اگر یکم جون تک مردم شماری کا سوالنامہ آپ کو نہ ملے تو فوراً نیچے دیا ہوا نمبر ملاکر آپریٹر سے زینتھ ۱۹۸۱ طلب کریں اور فون پر اپنا نام، پتہ اور فون نمبر بتلائیے تاکہ آپ کو سوالنامہ بھیج دیا جائے۔

مردم شماری کی معلومات خاص طور پر نئے آنے والوں کے مستقبل کیلئے ضروری ہے کینیڈا میں نئے آنے والوں کی آپ ذاتی طور پر اس طرح مدد کر سکتے ہیں کہ اپنا سوالنامہ پُر کرکے ۳ جون ۱۹۸۱ء تک واپس حکومت کے حوالہ کردیں۔

کینیڈا سے منسلک ہونے کے ناطے مردم شماری میں اپنے آپ کو شمار کرانا آپ کیلئے لازم ہے۔

یاد رکھئے ۳ جون مردم شماری کا دن ہے

Canada

1981 Census of Canada — Recensement du Canada de 1981

تاج محل کو خطرہ

نئی دہلی — دنیا کے سات عجائبات میں سے منفرد حیثیت کے حامل تاج محل گزشتہ کئی سالوں سے فضائی آلودگی سے متاثر ہو رہا ہے اور اب ماہرین کا خیال ہے کہ آئندہ دس سال کے عرصہ میں یہ عالیشان سفید عمارت کا رنگ پیلا پڑ جائے گا اس کی وجہ روسی امداد سے تعمیر کی جانے والی وہ آئیل ریفائنری ہے جو تاج محل سے چند میل کے فاصلے پر ہے پروفیسر جے ایم راؤ نے آگرہ کے علاقہ میں فضائی آلودگی پر تحقیق کے بعد کہا ہے کہ اس ریفائنری میں آئندہ سال کام شروع ہو جائے گا اور اس کے ساتھ ہی تاج محل کی عظمت متاثر ہونا شروع ہو جائیگی۔ تاج محل کا سنگ مرمر اتنی تیزی سے متاثر ہونا شروع ہوگا کہ چند سالوں میں سنگ مرمر اکھڑنا شروع ہو گا۔ انہوں نے تجویز پیش کی ہے کہ تاج محل کو اس سے محفوظ رکھنے کے لیے ریفائنری کی چمنی کو بہت اونچا کر دیا جائے لیکن بعض دوسرے ماہرین کا خیال ہے کہ ایسا کرنے سے بہت کم فرق پڑے گا۔

نرس نہیں "آیا"

اسلام آباد (اپنے سٹاف رپورٹر سے) سنٹرل گورنمنٹ پالی کلینک اسلام آباد کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ڈاکٹر عباسی نے "مینڈری ڈاکٹر سے مایوس" کے عنوان سے شائع ہونے والی خبر کی وضاحت کی ہے اور کہا ہے کہ جس عورت پر ناسور چرانے کا الزام تھا وہ نرس نہیں بلکہ آیا ہے اس کا نام انجم خانم ہے اور اس نے دو ماہ تک ہسپتال میں کام کیا ہے۔

وضع دار بندر

میرٹھ۔ بھارت (خصوصی رپورٹ) یہاں درخت پر بیٹھا ہوا ایک شراب نوش بندر اس وقت تماشا کرنے لگا جب اس نے دیسی شراب پینے سے انکار کر دیا۔ بتایا جاتا ہے کہ ایک بندر چند دن سے بازار میں واقع ایک ریسٹورنٹ کے نزدیک درخت پر بیٹھا رہتا ہے۔ گزشتہ روز اس نے ریسٹورنٹ سے شراب کی ایک بوتل چھینی اور اسے لیکر درخت پر چڑھ گیا اور پوری بوتل چڑھا گیا۔ جب ایک تماشائی نے اسے دیسی شراب کی بوتل دی تو اس نے سونگھا اور بوتل زور سے پھینک دی کیونکہ وہ ولایتی شراب کا عادی تھا۔ ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو پایا کہ یہ بندر شراب کا عادی کیسے ہوگیا اور شراب بھی ایسی دیسی نہیں بلکہ ولایتی۔



اداکارہ ریکھا

نازیہ حسن کی بڑائی چھپ

بھارتی گلوکارائیں پیچھے رہ گئیں

کشور کمار بہترین اداکار اور ریکھا

بہترین اداکارہ قرار دیدی گئیں



نازیہ حسن



لندن (پ پ ا) بھارت کے سالانہ فلم فیئر ایوارڈز کا اعلان کر دیا گیا ہے جس کے تحت پاکستان کی کمسن گلوکارہ نازیہ حسن کو قربانی فلم کے گانے "آپ جیسا کوئی..." پر بہترین گلوکارہ کا ایوارڈ دیا گیا ہے جب کہ کشور کمار بہترین گلوکار قرار پائے۔ انہیں فلم تھوڑی سی بے وفائی میں گانے گانے پر ایوارڈ دیا گیا ہے۔ بہترین نغمہ نگار گلزار اور بہترین موسیقار پیارے لال قرار پائے۔ فلم خوبصورت کو بہترین فلم قرار دیا گیا اور اسی فلم کی ہیروئین ریکھا کو بہترین ہیروئن قرار دیا گیا جس میں انہوں نے ایک چنچل دوشیزہ کا کردار ادا کیا ہے۔ بہترین اداکار نصیر الدین شاہ منتخب ہوئے۔ معاون اداکارہ کا ایوارڈ پدمنی نے "انصاف کا ترازو" فلم پر حاصل کیا۔ تقسیم انعامات کی تقریب جون کے اوائل میں ہوگی جس میں نازیہ حسن کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔ واضح رہے کہ نازیہ حسن نے ایک ہی گانا گا کر بھارتی فلمی دنیا کی گائیکی کا بہترین ایوارڈ حاصل کر لیا جبکہ اس سال کوئی اور بھارتی گلوکارہ نازیہ حسن سے آگے نہ نکل سکی۔

MONTHLY AAWAZ

ماہنامہ آواز
اسکاربرو، کینیڈا

پبلشر: ظہیر مودی
ایڈیٹر: سہیل اختر

(۸۷)

اپنا تو کام ہے کہ جلاتے چلو چراغ
رستے میں ہے خواہ دوست کہ دشمن کا گھر ملے

ماں

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے

ماں! یہ سچ ہے کہ تیری محبت بالکل سچی، خالص، پاک، بے آمیز اور بے مقدار ہے۔ تو ہی ہمارے وجود کو لانے کا باعث ہوئی ہے۔ کل ہم کچھ نہ تھے اور تو سب کچھ تھی، "تو نے اپنا جسم گھلا گھلا کر، اپنا خون پلا پلا کر ہم کو "کچھ نہیں" سے کچھ بنا دیا۔ ہم جانتے ہیں ماں کہ جنت کی نورانیت کی اگر تلاش ہے، جس پر حور و ملائک بھی رشک کریں تو وہ صرف تو ہے ماں۔ تیرے قدموں کے نیچے ہی جنت ہے

اور آج

ایک اور ماں نے اس جہان فانی کو خیرباد کہہ دیا۔ وہ عظیم ماں تھی، وہ پاکستانی ماں تھی، وہ ہمارے ساتھی "صدائے مشرق" کے مدیر جناب مسعود خان کی ماں تھی ہم صدق دل سے مرحومہ کیلئے دعا کرتے ہیں اور مسعود خان کو صبر کی تلقین کرتے ہیں۔

ماں کے آغوش کے سکون کا نعم البدل اس جہان میں نہیں۔ اور نیک اولاد والدین کی بخشش کا بہترین ذریعہ ہے۔ آئیے ہم آپ مل کر سارے جہان کی مسلمان مرحومہ ماؤں کیلئے دعا خیر کریں۔

دُعا

ہمارے بچے
کہ جن کے شانوں پہ بارِ مستقبلِ وطن ہے
وجود جن کا ضمانتِ حسنِ انجمن ہے
مگر جو تہذیبِ عہدِ حاضر
کی گود میں پل کے بڑھ رہے ہیں
جلا کے اپنے بزرگوں کا گھر
جو آج مسرور ہو رہے ہیں
جو اپنی تخریب کاریوں کی
حکایتِ خوں چکاں سنا کر
غرور کی حد تلک روایت شکن بنے ہیں
یہ کارنامے جو آج انجام پا رہے ہیں
ہمارا سر ان سے جھک گیا ہے
مگر لبوں پہ یہی دعا ہے
کہ ان کے سینوں کو دردِ انسانیت عطا ہو
گھناؤنے کارناموں پر اپنے خود ان کا سر جھکا ہو
یہ نسلِ نو جو شکوک کے ریگ زاروں پر چل رہی ہے
نہ جس کی راہوں کا ہے تعین
نہ جس کی منزل کی آگہی ہے
عطا ہو اس کو شعور و دانش
اسے عطا وسعتِ نظر ہو
یہ اپنی منزل سے باخبر ہو!

مہدی



غم گسار

باہر سامنے کھڑا وہ درخت برسوں سے
ہے میرا ہمدم میرا غم گسار
میں نے اس سے بند کمرے سے
اس کی ٹہنیوں کو گرتے ہے اکثر
آسماں کو تکتی اس کی اداس چوٹی
ایک خوشنما داستاں سناتی ہے
اس درخت کو مدتوں سے میں نے
وقت کے دکھ اٹھاتے دیکھا ہے
بدلتے موسموں کی گردش میں
اسے آندھیوں سے لہلہاتے دیکھا ہے
غم سے پُر اس کا ہر کھا جسم بھی
دشت کی بے رنگیوں کا حامل ہے
جاں گداز کے زرد لمحات میں
ڈوبتی شاموں کے غم اندھیروں میں
اس کی سرگوشیاں سنی میں نے
سسکیاں لیتا ہوا وجود اس کا
آئینہ سا مجھے دکھاتا ہے

اس کی آنکھوں کی ویرانی کو ادا کی میں
میں نے پایا ہے اپنی حیات کا عکس
اس کی بے چین روح کی اداس چیخیں
اپنے اندر سمیٹ لیتی ہیں
میرے دل کے خوش ذہن طوفاں کو
زندگی کے بے کراں اندھیروں کو
میرا ہم نفس، ہم نوا یہ درخت
مدتوں سے ہے غم گسار میرا

پروین شبیر
(دوپہیہ، شمالی کیرولائنا)

پرواز میرے فکر کی بامِ جہاں پہ ہے
اب آسماں زمیں پہ زمیں آسماں پہ ہے
منزل کا سلسلہ ابھی وہم و گماں پہ ہے
لمحوں کا اختتام سفر کارواں پہ ہے
ہم یہ نہ جانتے کیوں تمہیں اپنا بنا لیا
اب تذکرہ تمہارا ہماری زباں پہ ہے
منزل مجھ کے دھوپ زمیں پر اتر گئی
سورج مسافروں کی طرح آسماں پہ ہے
جس کا خلوصِ دل مجھے حاصل نہ ہو سکا
میرا یقین اب بھی اسی مہرباں پہ ہے
گلشن میں سیر کرنے تو آتے رہیں گے لوگ
پھولوں کی دیکھ بھال فقط باغباں پہ ہے
جذبات یاد رکھنے کے قابل نہیں حقیر
کیا بات ہے، وہ بات تمہاری زباں پہ ہے

حقیر نوری
(ڈھاکہ، بنگلہ دیش)

بازی تمہارے ہاتھ رہی فیصلہ ہوا
اچھا چلو تمہاری ہی فیصلہ ہوا
تکرار ماہرینِ سیاست میں جب بڑھی
کچھ فیصلہ نہ ہو گا یہی فیصلہ ہوا
انصاف کے تقاضے تو پورے ہوئے مگر
جو مقتل نے چاہا وہی فیصلہ ہوا
ہم لاکھ اپنی کہتے رہے کچھ نہ ہو سکا
اس نے جو ایک بات کہی فیصلہ ہوا
قاتل کے حق میں ساری گواہی گزر گئی
اب ہو گی کیا جواب دہی فیصلہ ہوا
رکھ لو انہی کی بات اے وامق چلو ظہور
تسلیم ان کی کم نگہی فیصلہ ہوا

وامق اندوری
(الخبر، سعودی عرب)

ایک ایک کر کے کرن جب بٹ گئی ہو گی
ہوائے شام بدن سے لپٹ گئی ہو گی
مخالفت پہ ہوا آکے ڈٹ گئی ہو گی
خزاں کی گرد سے دیوار اٹ گئی ہو گی
کوئی بھی سبز پرندہ ادھر سے آتا نہیں
گماں ہوتا ہے وہ شاخ کٹ گئی ہو گی
رفاقتوں کی لہر ڈھ کے آئینہ زدہ سے
کنارِ آب کے آکر پلٹ گئی ہو گی
عجب نہیں کہ معانی بدل گئے ہوں گے
لکیر جب کوئی نقطے سے ہٹ گئی ہو گی
لباسِ آب پہن کر میں جس میں رہتا تھا
ہوا کے ریت سے وہ نہر پٹ گئی ہو گی
تمام ابر جھکولوں میں بٹ گئے ہوں گے
گھٹا امڈ کے گھری ہوئی چھٹ گئی ہو گی
بدن سے خاکی پرندے کے ٹوٹتے رشتے
وہ مشتِ خاک عناصر میں بٹ گئی ہو گی

دل کش اعظمی
(سبجر، عراق)

ہو نہ پہ کہتے اگر ان کو تھی شکایت ہم سے
خود ہی منصف تھے تو لیتے وہ شہادت ہم سے
ناز کرتے ہیں جفاؤں پہ جو اپنی لیکن
اب نہ ہو گی کسی ظالم کی اطاعت ہم سے
لوگ پتھر لے ہاتھوں میں کھڑے ہیں دیکھو
جیسے منصور کی قائم ہے روایت ہم سے
اگلے وقتوں میں سنا ہے کوئی مجنوں بھی تھا
آج زندہ ہے دوانوں کی روایت ہم سے
سب ہی حیراں تھے وہ سرکش ہے کہ دب آتا
آکے محفل میں جو لیتا ہے اجازت ہم سے
ہم ہیں نفرت کے اندھیروں میں شمع کی صورت
تیرہ ناداں ہیں جو رکھتے ہیں عداوت ہم سے

اسلم میر
(دوحہ، قطر)

غزلیں



شاخوں پہ گلستاں کے ہیں رقصاں دھنک کے رنگ
غنچوں کی ہر ہنسی میں ہیں پنہاں دھنک کے رنگ
شاداب وادیوں میں کہیں آبشار پر
قابل ہیں دیکھنے کے پری جاں دھنک کے رنگ
رنگت جدا جدا ترے آنچل کی دیکھ کر
قسمت پہ اپنی آج ہیں نازاں دھنک کے رنگ
نکلی نہا کے دھوپ جو بدلی کی اوٹ سے
مارے خوشی کے ہو گئے عریاں دھنک کے رنگ
نظارہ ہم نے شہرِ نگاراں کا جب کیا
ہر جسم مرمریں پہ تھے چسپاں دھنک کے رنگ
ہولی کے دن وہ رنگ میں نکلی نہا کے جب
ہر انگ سے تھے اس کے نمایاں دھنک کے رنگ
پرویز رنگ ترے تغزل کو یوں سجا
جیسے ہوں انجمن میں غزل خواں دھنک کے رنگ

لطیف پرویز
(رنگون، برما)

آپ بیتی، جگ بیتی —— ترتیب : عفت اے ملک

دو بچے وادیٔ کشمیر میں بچھڑے اور

۴۷ سال بعد ملے تو خود

ان کی اولاد جوان ہو چکی تھی!

امینہ نو سال کی عمر میں نظام سے بچھڑی تھی لیکن ۴۷ سال تک وہ نظام کے لیے تڑپتی رہی وہ تنہا پاکستان آئی تھی اور اس کے تمام رشتہ دار آزاد کشمیر میں ہی رہ گئے تھے اگر کوئی رشتہ دار پاکستان پہنچا بھی تو امینہ کو اس کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا وہ نظام کو یاد کر کے اکثر رو پڑتی حالات نے اسے خوشیاں بھی دکھائیں دکھ بھی دیے ہر موقع پر اس نے نظام کی کمی کو بری طرح محسوس کیا امینہ کی شادی ہوئی بچے ہوئے شوہر نے ساٹھ سال تک قطع تعلق کیے رکھا پھر ٹھوکریں کھا کر واپس آگیا امینہ کے بچوں کی شادیاں ہوئیں ہر مرحلے پر اسے نظام بہت یاد آیا دراصل ان دونوں میں محبت بہت زیادہ تھا دونوں ایک دوسرے پر جان چھڑکتے تھے حتیٰ کہ ان کے والدین بعض اوقات انہیں منع کرنے لگتے کہ کہیں نظر نہ لگ جائے مگر امینہ کشتواڑ میں بابا شاہ اسرار دین کے مزار کے احاطے میں نظام کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلتی رہتی ۴۷ سال تک وہ پاگلوں کی طرح نظام کی محبت کو دل میں بسائے تڑپتی رہی وہ کہا کرتی تھی کہ اگر محبت میں اثر ہے تو وہ نظام کو تلاش کرنے میں کامیاب ضرور ہو گی۔

آخر خدا نے دونوں کو ملا دیا نظام اودھم پور مقبوضہ کشمیر میں اپنے بیوی بچوں سمیت زندگی بسر کر رہا تھا، امینہ دلہا والا دار بھارت گئی اور جب ایک طویل مدت بعد دونوں ایک دوسرے کے سامنے پہنچے تو شدت جذبات سے ان کے ہونٹ خاموش تھے وہ ایک دوسرے کے گلے مل کر اتنا پھوٹ پھوٹ کر روئے کہ بہن بھائی کا یہ ملاپ دیکھ کر ہر آنکھ بھر آئی۔

امینہ وادیٔ کشمیر میں پیدا ہوئی اس کا والد شملہ میں کاروبار کرتا تھا لیکن وہ اپنی ماں دو بہنوں اور ایک بھائی کے ساتھ کشتواڑ میں رہتی تھی نظام اکلوتا بھائی ہونے کی وجہ سے تینوں بہنوں کو بہت پیارا تھا لیکن امینہ اور نظام ایک دوسرے پر جان چھڑکتے تھے امینہ کو اس کی خالہ نے گود لیا ہوا تھا جو شملہ میں رہا کرتی تھی جب امینہ کی عمر نو سال ہوئی تو اسے خالہ کے پاس مستقل بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا ویسے زیر گرمیوں میں خاندان کے بیشتر افراد شملہ جایا کرتے تھے لیکن امینہ کی جدائی کے خیال سے دیگر افراد کے مقابلے میں نظام کچھ زیادہ ہی پریشان تھا ماں نے اسے سمجھایا کہ ہمارے ہاں چھوٹی عمر میں شادی کرنے کا رواج ہے امینہ کی منگنی ہو چکی تھی اور وہ زیادہ سے زیادہ بارہ سال کی عمر تک ماں باپ کے گھر رہ سکتی ہے اسے ایک نہ ایک دن ہمارے گھر سے رخصت ہونا ہی ہے لہٰذا اب تم امینہ سے جدائی کے لیے ذہنی طور پر تیار رہنا چاہیے۔

آنسوؤں اور سسکیوں کے درمیان امینہ شملہ روانہ ہوئی خود اس کا دل بھی اپنی ماں، بہنوں اور اکلوتے بھائی سے جدا ہونے کو نہ چاہتا تھا حالانکہ اس کا باپ بھی شملہ میں ہی تھا مگر کسے معلوم تھا کہ یہ عارضی جدائی ۴۷ سال تک پھیل جائے گی اس وقت تو وہ دوری کے خیال سے رو رہے تھے ان دنوں برصغیر کی تقسیم کا مسئلہ زوروں پر تھا لیکن کشمیر میں حالات زیادہ خراب نہیں تھے پھر عام خیال یہ بھی تھا کہ کشمیر پاکستان کے حصے میں آئے گا امینہ شملہ پہنچ گئی لیکن اسے کشتواڑ کی یاد ستاتی رہی اس کے باپ نے اس کی دلجوئی کے لیے سیر و تفریح کے کئی مواقع بھی فراہم کیے لیکن وہ ہر وقت اپنے بھائی نظام کی باتیں کرتی رہتی مگر موسم گرما سے پہلے شملہ آنے کا نظام نے کوئی پروگرام نہیں بنایا تھا وہ دو چھوٹی بہنوں اور اپنی ماں کی حفاظت اور خبر گیری کے لیے کشتواڑ میں رہنے پر مجبور تھا پھر گرمی چند ہفتے بعد آنے والی تھی۔

جب پاکستان بنا

ان دنوں پاکستان کا مطالبہ تسلیم کیا جا چکا تھا برصغیر کا ماحول زندہ باد کے نعروں سے گونج رہا تھا اور ہندو سے انگریزوں کے اقتدار کا

سورج غروب ہونے کو تھا یعنی اس وقت مسلمانوں کے دو سب سے بڑے دشمن ہندوؤں اور سکھوں نے قتل و غارت، لوٹ مار، آتش زنی اور خواتین کی بے حرمتی کی وارداتوں کا سلسلہ شروع کیا اور اپنے یہاں وہ مسلمانوں کو پاکستان سے محبت کی سزا دے رہے تھے بے سروسامانی کے عالم میں بہتے قافلوں پر ہندو اور سکھ چھپ چھپ کر حملے کرتے تھے لیکن اپنے پیارے وطن کے لیے بے شمار قربانی دینے والے قافلوں کو نہ روکا جا سکا انہی قافلوں میں ایک قافلہ امینہ کی خالہ ماموں اور چچا زاد بھائیوں اور باپ پر مشتمل تھا وہ کشتواڑ پیغام بھیج چکے تھے کہ وہاں سے بھی پاکستان کی جانب کوچ کیا جائے امینہ اپنے رشتہ داروں کے ہمراہ ایک ریل گاڑی میں بیٹھ کر لاہور کے لیے روانہ ہوئی تھی لیکن راستے میں یہ ریل گاڑی بھی ہندوؤں اور سکھوں کی قتل و غارت کا شکار ہو گئی اس کی خالہ ماموں اور باپ کو قتل کر دیا گیا اپنے منگیتر اور چچا زاد بھائی کے ساتھ وہ بڑے حوصلے سے بیٹھی رہی کیونکہ واپس جانے کا راستہ بھی خطرے سے خالی نہ تھا کیونکہ ہندوؤں اور سکھوں کو جہاں کہیں

بھی مسلمان نظر آتا وہ اسے بے دردی سے ہلاک کر دیتے ریل گاڑی امرتسر سے دو دن کی دوری پر تھی کہ پھر سکھوں نے حملہ کر دیا بہت سے مرد، عورتیں اور بچے گاڑی کے ڈبوں میں ہی قتل کر دیے گئے امینہ اور اس کے دونوں چچا زاد بھائی گاڑی کی چھت پر بیٹھے تھے چند سکھ اوپر بھی پہنچ گئے امینہ خوف سے وہیں دبکی بیٹھی رہی لیکن اس کے چچا زاد بھائی نیچے کود گئے اور ایک جھاڑی میں چھپ کر دیکھنے لگے ایک سکھ نے نو سالہ بچی امینہ کو سر سے اوپر اٹھا کر نیچے پھینکا جہاں سکھ زندہ بچے بیٹھے والے ہر شخص کو قتل کر رہے تھے اتنے میں فوج آ گئی اور سکھ فرار ہو گئے تو ریل گاڑی دوبارہ چل پڑی امینہ کے چچا زاد بھائی وہیں رہ گئے اور پھر ایک فوجی ٹرک میں بیٹھ کر اپنے عزیزوں کے پاس واپس کشمیر پہنچ گئے انہیں یقین تھا کہ سکھوں نے امینہ کو بھی قتل کر دیا ہو گا لہٰذا اس کی رسم قل ادا کی گئی اور خاندان کے بزرگوں نے طے کیا کہ وہ کشمیر میں ہی رہیں گے۔

نئی زندگی کا پہلا دن

ادھر جب ریل گاڑی لاہور ریلوے اسٹیشن پہنچی تو اس میں لاشیں زیادہ اور زندہ افراد بہت کم تھے انہی لاشوں میں سے ایک خوفزدہ بچی برآمد ہوئی جس نے پچھلے دو دن سے کچھ کھایا پیا نہیں تھا یہ امینہ تھی اس نے اپنے چچا زاد بھائیوں کو ادھر ادھر تلاش کیا لیکن ناکام ہو کر یہی سمجھ لیا کہ انہیں قتل کر دیا گیا ہو گا بھوک اور پیاس کے مارے اس کا برا حال ہو رہا تھا ایک شخص نے اسے

کھانا کھلایا اور اپنے ساتھ گھر چلنے کو کہا امینہ ویسے بھی بے سہارا تھی اس نے آمادگی ظاہر کر دی اور یہ سوچا کہ شاید چند روز بعد اس کی ماں بہنیں یا دوسرے عزیز خانہ پاکستان پہنچ جائیں وہ ریلوے اسٹیشن کے باہر کھڑی تھی کہ ایک فوجی ٹرک آیا جس کا انچارج ایک صوبیدار میجر تھا اس نے امینہ کو روتے دیکھا تو ساری کہانی سنی صوبیدار میجر نے اسے اپنے گھر چلنے کی پیشکش کی امینہ رضامند ہو گئی اور محفوظ ہاتھوں میں پہنچ کر اس نے پہلی بار سکھ کا سانس لیا اسے نئی زندگی ملی تھی اور اس کا پہلا دن اس لحاظ سے خوشگوار رہا کہ اسے تحفظ مل گیا تھا۔

امینہ نے بعد میں مہاجرین کے کیمپوں میں کئی مرتبہ اپنے رشتہ داروں کو تلاش کرنے کی کوشش کی مگر اسے ناکامی ہوئی جس پر اس نے سمجھ لیا کہ وہ لوگ بھی مارے گئے ہوں گے بعد میں اس نے اپنے والدین بہنوں بھائی اور دیگر رشتہ داروں کی روحوں کو ثواب پہنچانے کے لیے نیاز دلوائی اور قرآن پاک ختم کرایا اس دوران اس کے محسن بریگ پہلے کراچی تبدیل ہو گئے اور پھر ریٹائر ہو کر راولپنڈی چلے گئے امینہ گھر کے فرد کی حیثیت سے رہتی تھی وہ جوان ہو چکی تھی اور اس کی شادی کا مسئلہ پیدا ہوا بہر طور پایا کہ اس کو گھر میں رکھا جائے چنانچہ صوبیدار کے لڑکے سے اس کی شادی ہو گئی۔

نشیب و فراز

بظاہر امینہ کو سب گھر والوں کا پیار میسر تھا اور کھانے پینے کی بھی کمی نہیں تھی مگر وہ اپنے حقیقی رشتہ داروں اور خصوصاً اپنے بھائی نظام کی کمی بہت زیادہ محسوس کرتی تھی خدا نے اسے بچے بھی دیے تھے وہ سوچتی کاش! میرے بچوں کا سگا ماموں کہیں آ جائے اور وہ اپنے خون سے دوبارہ مل جائے۔ پھر ایک دکھ کی لہر اٹھی اور امینہ کا شوہر بھٹک گیا اس نے نئی شادی کے چکر میں بیوی بچوں سے علیحدگی اختیار کر لی امینہ نے یہ صدمہ برداشت کر لیا لیکن سوچتی کہ اگر اس کا سگا بھائی نظام اپنا ہوتا تو وہ اس ناانصافی کے خاتمے کے لیے جان کی بازی لگا دیتا۔

جب بھارت اور پاکستان کے درمیان ڈاک اور تار کا سلسلہ بحال ہوا تو امینہ نے اندازے سے کشتواڑ کے علاقے میں رہنے والوں کے نام چند خطوط لکھے لیکن وہ واپس آ گئے کیونکہ جن کے نام خط لکھے گئے تھے وہاں موجود نہ تھے دراصل امینہ یہ یقین کرنا چاہتی تھی کہ اس کے تمام رشتہ دار مر چکے ہیں یا پاکستان آ چکے ہیں لیکن اسے کوئی بات معلوم نہ ہو سکی اسی دوران امینہ کو اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی خوشی یہ دی کہ اس کا شوہر ٹھوکریں کھانے کے بعد واپس آ گیا وہ خدا سے دعا کرتی کہ اسی طرح کم از کم اس کا بچھڑا ہوا بھائی بھی ملا دے ٹیلی ویژن ڈراموں میں جب کبھی بچھڑے ہوئے لوگ آپس میں ملتے تو وہ تڑپ اٹھتی اور آنسوؤں کو پونچھتے ہوئے کہتی خدایا! فلموں میں اور ڈراموں کی کہانیوں میں لوگوں کے بچھڑے ہوئے مل جاتے ہیں کبھی میرا کوئی رشتہ دار بھی ملا دے عموماً محرم کی امید پر مختلف ناموں سے کشتواڑ خط بھجواتی اور خطوط میں ہر پڑھنے والے

شخص کو خدا اور رسولؐ کا واسطہ دے کر یہ کہتی کہ اس کے رشتہ داروں کی اطلاع دے لیکن کوئی جواب نہ ملتا اس طرح ۴۷ سال گزر گئے اس کے باوجود وہ ہر نماز کے آخر میں اپنوں سے ملاپ کی دعا مانگا کرتی۔

اکبر ڈھول والا

شاید خدا نے امینہ کی آہ و زاری کو سن لیا تھا ان دنوں وہ لاہور آگئی تھی ایک رات جب ٹیلی ویژن ڈرامے میں دو بچھڑے ہوئے خاندان دوبارہ ملتے ہوئے دکھائے گئے تو امینہ پھوٹ پھوٹ کر روئی اس نے تہجد کی نماز بھی رو رو کر پڑھی وہ قبولیت کا وقت تھا ہر گلی کوچہ میں سحری کے لیے روزہ داروں کو جگانے کے لیے ایک شخص ڈھول بجاتے ہوئے گزرا تو امینہ کو کشتواڑ میں اکبر ڈھول والا یاد آ گیا جو بابا شاہ اسرار دین کے مزار پر ہر جمعرات کو ڈھول بجایا کرتا تھا اور رمضان کے مہینے میں روزہ داروں کو ڈھول بجا کر جگایا کرتا تھا چنانچہ امینہ نے اکبر ڈھول والے کو خط لکھا مگر کئی مہینوں تک جواب نہ آیا آخری امید تھی وہ بھی ختم ہو گئی۔

ایک روز جب وہ اپنے کمرے میں افسردہ بیٹھی تھی کہ ڈاکیا آیا اور بچوں نے شور مچایا انڈیا سے خط آیا ہے یہ شور سن کر امینہ پاگلوں کی طرح دوڑتی ہوئی آئی خط کھول کر پڑھا تو وہ نظام نے لکھا تھا امینہ کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور وہ فوراً سجدے میں گر گئی نظام کشتواڑ سے نقل مکانی کر کے اودھم پور چلا گیا تھا امینہ کی چھوٹی بہن زندہ تھی بڑی وفات ہو چکی تھی امینہ کے بچوں نے کہا کہ ممکن ہے یہ ہمارا اصل ماموں نہ ہو اور کوئی دھوکہ دے رہا ہو اس پر نظام کو خط لکھا گیا اور والدین بہن بھائیوں اور خالہ کے درمیان بعض نجی گفتگو کی نشانیاں پوچھی گئیں تو نظام نے ان کا صحیح جواب دے دیا اب شبہ کی کوئی گنجائش نہ تھی ہزار مشکلوں سے بھارت جانے کا ویزا حاصل کیا گیا اور امینہ اپنے بڑے بیٹے کے ہمراہ بھارت گئی پروگرام کے مطابق پہلے امینہ کی چھوٹی بہن دہلی آ گئی پھر نظام بیران طلب ہوا وہاں لوگوں کا ہجوم ہو گیا دونوں بہنیں خوشی سے رو رہی تھیں بے ہوش ہو گئیں پھر جب نظام وہاں پہنچا تو سماں ہی کچھ اور تھا تینوں بہن بھائی گزرا ہوا وقت یاد کر کے اتنا روئے کہ وہاں موجود شخص کی آنکھیں بھیگ گئیں دہلی سے یہ لوگ اودھم پور اور پھر کشتواڑ گئے پہلے بابا شاہ ولی اسرار کے مجاوروں نے بتایا کہ امینہ کی برسی پر نیاز اور ختم شریف کے چاول بھجوائے جاتے تھے اب اس سے ملنے کی خوشی میں مٹھائی بھجوائی گئی ہندو عورتیں امینہ کے ہاتھ چوم کر اپنے عقیدے کے مطابق کہتی ہیں کہ وہ دیوی ہے اور اس نے دوسرا جنم لیا ہے جبکہ عام لوگ کہتے ہیں کہ یہ بہن بھائی کے سچے پیار کا معجزہ ہے کہ خدا نے انہیں ۴۷ سال بعد دوبارہ ملا دیا ہے نظام آج کل پاکستان میں اپنی بہن امینہ سے ملنے کے لیے آیا ہوا ہے اس کے آنے کی خوشی سے گھر ہر وقت قہقہوں سے گونجتا رہتا ہے۔

اس نے چھری سے اپنی بیوی کو ذبح کر دیا تھا

یہ واقعہ بہت پرانا ہے پینتیس سالہ نوشہرہ پٹھان عبدل خانان اپنی انتہائی خوبصورت بیوی محبوبہ کے ساتھ نوشہرہ سے لاہور چلا آیا جہاں اس نے محلہ فیض باغ کے گنڈو امام دین میں کرائے پر ایک مکان حاصل کیا اور رنگ برنگا سامان بنانے کا کاروبار شروع کر دیا بہت کم عرصے میں کافی لوگ اس کے دوست بن گئے مگر زیادہ تر لوگوں کی دوستی کا باعث عبدل خانان کی شخصیت یا کاروبار نہیں بلکہ اس کی خوبصورت بیوی تھا چند افراد اس کے محض اس لیے زیادہ قریب ہونے کی کوشش کرنے لگے تاکہ کسی طرح تھوڑی دیر کے لیے وہ انہیں اپنے گھر لے جائے تاکہ وہ اس کی خوبصورت بیوی کی ایک جھلک ہی دیکھ سکیں

. ۳۰ نومبر اور یکم دسمبر کی درمیانی رات عبدل خانان نے اپنی بیوی محبوبہ کو تیز دھار چھرے سے ذبح کر دیا اور اس کی لاش چارپائی پر ڈال دی۔

اگلی صبح سات بجے عبدل خانان نے اپنے ایک



دوست نظام الدین کو بتایا کہ وہ اپنی بیوی کو قتل کر چکا ہے اس نے بتایا کہ گزشتہ کی رات جب وہ گھر پہنچا تو اس نے محسوس کیا جیسے کوئی شخص دوڑ کر دروازے سے باہر نکلا ہے چنانچہ اس نے پیچھا کرنے کی کوشش کی مگر وہ اندھیرے میں غائب ہو گیا تاہم عبدل خانان نے اس سلسلے میں اپنی بیوی سے دریافت کیا جس پر بجائے شوہر کی تسلی کرنے کی بجائے الٹا اسے گالی دے ڈالی جس پر عبدل خانان مشتعل ہو گیا اور اس نے چھرے سے اپنی بیوی کو ذبح کر دیا نظام الدین

نے عبدل کے بیان کی تصدیق کے لیے خود جا کر نعش دیکھی اور بعد ازاں عبدل کو پولیس کے روبرو پیش کر دیا پولیس نے جائے وقوعہ کا جائزہ لینے کے بعد خون آلود چھرا اپنے قبضے میں لے لیا اور مقتولہ کے کپڑے کیمیائی تجزیے کے لیے ماہرین کو بھجوا دیے نیز نعش پوسٹ مارٹم کے لیے روانہ کر دی گئی جب یہ مقدمہ عدالت میں پیش ہوا تو عبدل خانان اپنے پہلے بیان سے منحرف ہو گیا اس نے عدالت کے روبرو بیان دیا کہ وہ اپنی بیوی سے محبت کرتا تھا لہٰذا اسے قتل کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا البتہ یہ بتایا کہ وقوعہ کے روز وہ شام ۵ بجے گھر پہنچا کپڑے تبدیل کیے اور کچھ دیر آرام کرنے کے بعد تقریباً سات بجے اس نے اپنی بیوی کے ساتھ شام کا کھانا کھایا پھر دیر تک وہ گپ شپ کرتے رہے تقریباً نو بجے رات وہ سونے کی غرض سے بستر پر لیٹا تو اچانک اسے اپنا ایک رشتہ دار یاد آیا جو بیمار تھا چنانچہ اسی وقت وہ اس کی عیادت کے لیے ماں کے گھر روانہ ہو گیا رات وہ اپنی ماں کے گھر ہی رہا اگلی صبح وہ اپنے گھر پہنچا تو اس کی بیوی مردہ حالت میں پائی گئی۔

عبدل خانان کے بیان کے بعد عدالت نے پوسٹ مارٹم رپورٹ طلب کی جس میں بتایا گیا تھا کہ مقتولہ نے قتل ہونے سے ۳ گھنٹے قبل کھانا کھایا تھا اور یہ کہ قتل ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے مقتولہ کے ساتھ جنسی تعلق بھی قائم کیا گیا تھا عدالت نے عبدل خانان سے پوسٹ مارٹم رپورٹ مخفی رکھی اور یہی سوال کیا جس کا خانان نے نفی میں جواب دیا ماتحت عدالت نے مقدمہ پوری طرح تیار کر کے سیشن کورٹ میں بھجوا دیا اور سیشن کورٹ نے خانان کو بیوی کے قتل کے الزام میں سزائے موت سنا دی جسے بعد میں ہائی کورٹ نے بحال رکھا۔

بعد میں خانان کی سزائے موت بعوض عمر قید بامشقت میں تبدیل کر دی گئی رہائی کے بعد عبدل خانان نے پہلے سے زیادہ خوبصورت لڑکی زرشیرا سے شادی کی جس کے بطن سے تین بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں یہ سب صوبہ سرحد میں بقید حیات اور خوش و خرم زندگی بسر کر رہے ہیں عبدل خانان نے رہائی کے بعد اپنے دوست نظام الدین سے کہا تھا کہ صبر کر اس کی بیوفائی کی سزا ملی ہے۔

جولوئی کی امداد کیلئے سابق باکسروں کا مقابلہ



جولوئی کی جوانی کی تصویر

کراچی ۔۔۔۔ سابق عالمی ہیوی ویٹ باکسنگ چیمپئن جولوئی کی امداد کے لئے گزشتہ ہفتے کی رات کو لاس ویگاس کے ایک ہوٹل کے کنونشن ہال میں ماضی کے عظیم باکسروں کے درمیان مقابلوں کا انعقاد ہوا۔ ان مقابلوں کو کوئی پندرہ سو تماشائیوں نے دیکھا۔ جس میں سابق لائٹ ہیوی ویٹ چیمپئن جوئی میکسم سابق ویلٹر ویٹ چیمپئن ٹونی زیل، سابق مڈل ویٹ چیمپئن جوئی گیارڈیلو کے علاوہ مائیک ڈیجان، ایس گوئس، ایری ٹیوسکی، جوئی ماکسز، ہیری کارلز، جیمز لینڈ، آرچی مور اور دیگر نے حصہ لیا۔ یہ مقابلے ۳ سو اوور کے مشتمل تھے۔ جن کا وقفہ ایک منٹ کا تھا۔ یہ مقابلے نیشنل ریٹائرڈ باکسنگ ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام صرف اور صرف رقم جمع کرنے کے لئے منعقد ہوئے تھے۔ جس میں ۱۹۳۰ء سے ۱۹۵۰ء تک کے چیمپئن باکسروں نے حصہ لیا موجودہ عالمی ہیوی ویٹ باکسنگ چیمپئن لیری ہومز نے اس موقع پر جولوئی کی نیلام کی جانے والی ایک تصویر ہزار ڈالر کی خریدی۔ واضح رہے کہ ۶۶ سالہ جولوئی ۱۹۷۷ء میں ہونے والے دل کے آپریشن کے بعد وہیل چیئر پر بیٹھ کر رہ گیا ہے۔ جب وہ اپنے اعزاز میں ہونے والے مقابلوں کو دیکھنے ہوٹل پہنچا تو وہاں موجود لوگوں نے اس کے احترام میں کھڑے ہو کر استقبال کیا۔ جولوئی جو اپنے زمانے میں براؤن بمبار کہلاتا تھا۔ جولوئی نے عالمی ہیوی ویٹ باکسنگ چیمپئن کا اعزاز حاصل کیا اور ۲۵ بار اپنے اعزاز کا کامیاب دفاع کرنے کے بعد وہ بالآخر مارچ ۱۹۴۹ء میں باکسنگ سے ریٹائر ہو گیا اس نے ستمبر ۱۹۵۰ء میں عالمی اعزاز دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن اس موقع پر ۱۵ راؤنڈ کے مقابلے میں ایزرڈ چارلس کے مقابلے میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

شعر و ادب

ترتیب: ساجد حفیظ



"میری شرافت میری شاعری میں رکاوٹ نہیں بنتی"

احمد ندیم قاسمی خود اپنی شاعری کے بارے میں کہتے ہیں

میری شاعری کا آغاز جس نظم سے ہوا یعنی میری پہلی نظم جو چھپی، وہ مولانا محمد علی جوہر کی موت کے بارے میں تھی۔ اس سے آپ اندازہ لگالیں کہ میرا ماحول اور میری تربیت کیسی تھی۔ یہ نظم میں نے چودہ پندرہ سال کی عمر میں لکھی تھی۔ اس کے بعد جو ابتدائی دور کی شاعری ہے وہ زیادہ تر قدرتی مناظر اور فطرت کے حوالے سے ہے کیونکہ میں دیہاتی علاقے سے تعلق رکھتا تھا اس لئے مناظرِ قدرت سے براہ راست متاثر ہوتا تھا۔ ان مناظر کا انسان سے جو رشتہ ہے اس کے مدنظر میں شاعری کرتا تھا۔ کسان کا زمین سے، دھوپ سے، بادل سے، بارش سے کیا، مجموعی طور پر فطرت سے جو تعلق ہوتا ہے وہ اس دور کی نظموں میں نمایاں ہے۔ رومانی تجربے بالکل ہی نہیں تھے ان نظموں میں ــــ اگر میں رسمی شاعری سے آغاز کرتا، تو کوئی نہ کوئی محبوب فرض ہوتا میرا بھی۔ لیکن کوشش میں نے یہی کی ہے کہ جو تجربات حاصل ہوتے ہیں انہی کو فن کی صورت میں پیش کروں۔ فرضی تجربے ڈالنے سے گریز کروں۔ اس دوران میں کہیں اگر عورت کا ذکر کیا بھی ہے تو وہ کسان عورتوں کا، ان کی محنت مشقت کی زندگی کے حوالے سے۔

بعد میں وہ جذبہ جو گویا انسان کی جبلت میں ہوتا ہے، بیدار ہوا تو غزل اور نظم میں بھی ایسی چیزیں لکھیں جن میں رومانیت بھی، عورت کا ذکر تھا۔ میں جب تک کسی تجربے سے نہیں گزرتا، اس کو فن کی صورت نہیں دیتا۔ اپنے تجربے کی حدود سے باہر نکل کر لکھنا چاہئے وہ تجربہ کتنا ہی محدود کیوں نہ ہو، اپنے ساتھ فریب کرنا ہے۔ میں اس خود فریبی میں کبھی مبتلا نہیں ہوا۔ بعض چہروں کو دیکھ کر میرے اندر وہ احساس جاگا ہوگا جس نے محبت کی شاعری کی صورت اختیار کی۔ وہ کچی عمر تھی، کچے مشاہدات اور تجربات تھے۔ عمر کے ساتھ ان کی تہذیب ہوتی رہی۔

میری رومانی شاعری میں دونوں صورتیں ہیں۔ ایک جمال کا وسیع تجربہ ہوتا ہے وہ تو موجود ہے ہی۔ لیکن کسی خاص فرد کے سلسلے میں سے انتہا وابستگی کا تجربہ بھی ہے۔ گو وہ زیادہ پختہ نہیں۔ میری شاعری کی صورت میری محبوبہ سمجھ لیجئے۔ وہ شوخ و شنگ نہیں ہے ایک صفت ہے میری تحریر کی ہر صورت میں، چاہے وہ افسانے میں ہو یا نظم میں، اور وہ ہے وفا۔ بے وفائی کہیں نہیں ملے گی۔ اسی لئے میری شاعری اثبات کی شاعری ہے نفی کی نہیں اس میں محرومی ہے ــــ حزن و ملال ہے تنہائی بھی ہے۔ لیکن بے وفائی کا تذکرہ نہیں اس کیفیت سے میں گزرا ہی نہیں۔ انسان کا مقصد اور منتہا ہوتا ہے روحانی زندگی میں بھی۔ جب وہ مقصد حاصل نہ ہو سکے تو دُوری، درد اور تنہائی تو ہوگی ہی۔ لیکن وہ شکایتیں گلے شکوے، "اگر تم مجھے چھوڑ گئیں، تغافل کیا، بے رُخی کی، اچھا کیا"، یہ میری شاعری میں نہیں ملے گا۔ اس لئے کہ مجھے ہمیشہ وفا ہی نصیب ہوئی ہے۔ ہر رشتے میں۔ عورت کو میں نے تین چار روپ میں دیکھا ہے سب سے اہم ماں کا، پھر بہن کا، پھر بیٹی کا، پھر بیوی کا۔ میرا نقطۂ نظر یہ رہا ہے کہ یہ جو تصور ہے شاعر کا محبوب کے بارے میں اس میں شاعر کو توحید پرست ہونا چاہئے۔ ایک واحد شخصیت جس کے ساتھ یہ قلبی اور روحانی وابستگی عمر بھر قائم رہے۔ اس کے علاوہ عورت ذات کو دوسرے تین روپ میں دیکھا ہے اس لحاظ سے میری نظر میں عورت محض حظ، لذت یا لطف اندوزی کی چیز نہیں ہے بلکہ میرے نزدیک عورت بحیثیت ایک تخلیق کار کے احترام اور تقدیس کی مستحق ہے۔ میں ان شاعروں میں سے نہیں ہوں جو کسی محفل میں اچھی سی شخصیت دیکھتے ہیں تو رات کو اس کے فراق میں نظم کہہ ڈالتے ہیں۔

ایسی خواتین موجود ہیں جنہوں نے مجھے بیٹا کہا اور میں نے ماں کی طرح ان کا احترام کیا۔ میری اپنی ماں کا انتقال چند برس پہلے ہوا۔ ان کی طرف سے نہایت بھرپور محبت نصیب ہوئی۔ پھر جو خواتین میرے قریب آئیں وہ بہنوں کے روپ میں آئیں۔ خدیجہ مستور، ہاجرہ مسرور، تسنیم سلیم وغیرہ۔ جب خدیجہ اور ہاجرہ سے میں ملا تب تو میری شادی بھی نہیں ہوئی تھی۔ جوانی کا زمانہ تھا۔ ان دونوں کی شادیاں میں نے خود کرائیں۔ اب اس عمر میں اگر کوئی بچی میرے بہت زیادہ قریب آجاتی ہے۔ اپنے اچھے مزاج، اچھے کردار یا اچھے شعر کے حوالے سے تو میرے نزدیک اس کا رشتہ بیٹی کا سا ہوتا ہے ــــ پروین شاکر مجھے عمو کہتی ہے۔ منصورہ ہے دونوں میرے لئے بیٹیوں کی طرح ہیں۔

ابھی میرا آخری مجموعہ "دوام" چھپا ہے۔ اس کا انتساب بیوی اور بچوں کے نام ہے اور ان بچوں میں منصورہ اور پروین بھی شامل ہیں۔ اس سے ثابت ہو سکتا ہے کہ جس کو میں بیٹی، بہن یا ماں کہتا ہوں۔ وہ ہی کے رکھتا ہوں۔

میرے بعض معاصرین کے نزدیک عورت کے بارے میں میرا یہ طرز عمل حیران کن بھی ہے اور وہ اس کی تضحیک بھی کرتے ہیں۔ لیکن مجھے اپنے معیاروں پر اعتماد ہے۔ میں انسانی رشتوں کو عبادت کا درجہ دیتا ہوں۔ ممکن ہے کہ میرا یہ رویہ مشرقی گھرانے کی تربیت کی وجہ سے ہو۔ میں پانچویں میں تھا جب میں نے قرآن کی تفسیر پڑھی۔ یہ تھا میرا ماحول۔ پھر اس میں کچھ جبلت کی بھی کارفرمائی ہوتی ہے۔

جہاں تک محبوبہ کا تعلق ہے تو اس کے ساتھ میرا معاملہ بالکل مختلف ہے۔ اس رشتے میں عورت کا احترام اور تقدیس تو اپنی جگہ ہوتی ہے لیکن تخاطب کا انداز مختلف ہوتا ہے۔ الزام تراشی اور بے وفائی نہیں ہوتی بس ایک سرشاری کی ایسی کیفیت ہے جیسے بہت کچھ کھو کے بھی بہت کچھ پا لیا ہو۔

میری ایک نظم ہے طوائف کے موضوع پر۔ یہ نظم "دشتِ وفا" میں شامل ہے اس میں میں نے تاریخی پس منظر میں دکھایا ہے کہ عورت طوائف کیسے بنی ہے ــــ ہر عہد میں وہ کسی نہ کسی طرح اپنے مقام سے گرتی رہی اور آج طوائف ہے۔ اس میں ذمہ داری میں نے مردوں پر ڈالی یا مرد کے نظام پر۔

میری شاعری میں عورت کا وجود بڑا ٹھوس ہے۔ مجھے افسوس اس لئے لگتا ہے کہ لوگ جس محبوبہ کے بارے میں صدیوں سے سنتے رہے ہیں اس سے میری شاعری کی محبوبہ کافی مختلف ہے۔ وہ ایک جیتے جاگتے وجود کی مالک ہے لیکن اس سے اس قسم کی حرکات سرزد نہیں ہوتیں جو ہماری روایت بن چکی ہیں ــــ آتی ہیں بھی وہ جو کہتا ہوں جو باقی عشقیہ شاعری میں ہیں۔ بس کہنے کا انداز شریفانہ کہ جیسے جذبے کا اظہار اہمیت رکھتا ہے بجائے اس کے کہ جنسی تجربے کی یا جسم کی تفصیلات میں چلے جائیں۔ میں نے سراپے کا ذکر کیا ہے لیکن ہوس کے حوالے سے نہیں بلکہ تخلیقی حسن کے حوالے سے۔

میرے ہاں یہ ذکر اس طرح ہے جیسے کسی ذہین کا ہنوز مجسمہ ہو۔ تخلیق کا شاہکار سمجھ کے جسم کی بات کرتا ہوں، اس لئے لوگوں نے مجھ پر شرافت کی مہر لگا دی ہے۔ میں ذرا زیادتی محسوس کرتا ہوں۔ محض شریف ہونا کوئی بڑی بات تو نہیں۔ لیکن بے حس یا پتھر ہونا مجھے ناپسند ہے۔ میری حسیں بیدار ہیں۔ یہ بات دو چار سال پہلے فہمیدہ ریاض نے کہی تھی کہ "احمد ندیم قاسمی تو بھلے مانس ہیں اور بھلا مانس اچھی شاعری نہیں کر سکتا۔"

مگر فہمیدہ کہتی ہے کہ اس نے یہ بات اس طرح نہیں کہی، بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ اچھی شاعری کرنے کے لئے اوباشی یا بدمعاشی ہونا بھی ضروری نہیں ہوتا۔ میری شرافت میری شاعری میں رکاوٹ نہیں بنتی۔

ایک طویل فہرست ہے میری زندگی میں آنے والی خواتین کی۔ میری ادبی زندگی کوئی چالیس پینتالیس برس پر محیط ہے۔ اس میں زیادہ عرصہ ادبی پرچوں کی ادارت میں گزرا۔

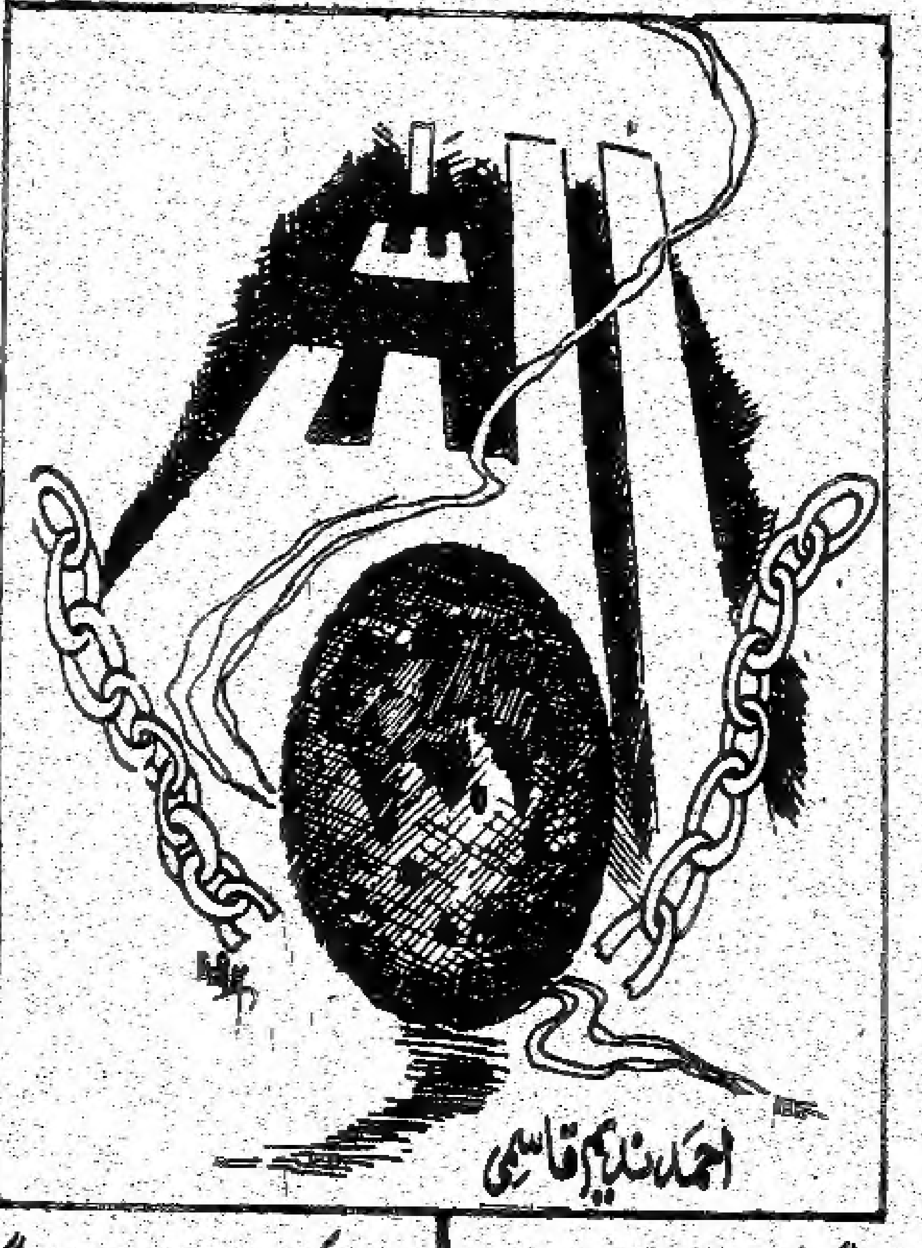
پاکستان اور ہندوستان کی جتنی بھی معروف لکھنے والیاں تھیں ان سے میرے رابطے رہے سب سے بدستور اچھے تعلقات ہیں۔ اور سب کا احترام کرتا ہوں۔ اس میں کسی خاص عورت کی تخصیص نہیں کر سکتا کہ وہ زیادہ اہم تھی۔ باقیوں کی حق تلفی ہو جائے گی۔ محبت کے جذبے نے مجھے توڑ پھوڑ کی بجائے تعمیر کی طرف راغب کیا۔ میرے کردار پر محبت کے مثبت اثرات پڑے۔ ایسے وقفے ضرور آئے جب میرا ذہن ٹریجک کا شکار ہوگیا نراجیت (ANARCHY) کی کیفیت رہی لیکن اس پر جلد ہی قابو پا لیا۔ اب تک اس کے بعد دوبارہ یہ کیفیت طاری نہیں ہوئی۔

میرے جو موضوعات ہیں ان میں نمایاں ترین موضوع انسان ہے۔ پھر انسان کا حسن و جمال ہے۔ خوبصورت جذبے ہیں۔ عورت بھی داخل ہوتی ہے۔ "میں تو دریا ہوں سمندر میں اتر جاؤں گا" والی غزل کا ایک شعر ہے سے

تیرا در چھوڑ کے میں اور کدھر جاؤں گا
گھر میں گھر جاؤں گا صحرا میں بکھر جاؤں گا

یہاں عورت آگئی۔ لیکن یہ صحیح ہے کہ میرے ہاں عورت (DOMINANT) نہیں ہے بس رواں دواں ہے۔ شعروں میں غیر محسوس طریقے پر۔ انسان ہے تو یہی میرا موضوع ہے لیکن انسان وہ مجسمہ نہ ہو جس میں حس نہ ہو۔ جو عشق کر سکے رو سکے۔ حسن و جمال سے متاثر ہو سکے۔

میں چاہتا ہوں ہمارے معاشرے کی قدامت پرستانہ قدریں بدلیں یہ سارا نظام بدل جائے ہر انسان اس طرح کی زندگی بسر کر سکے کہ اسے زندگی سے پچھتاوا محسوس نہ ہو کہ کیوں زندہ رہا اس حوالے سے عورت میرے لئے برابر کی ساتھی ہے۔ ہم قدم ہم سفر ہے۔ رفیق ہے میرے ہاں عورت کو کمزور سمجھنے یا پچھلی صف میں رکھنے کا تصور ہی نہیں ــــ عورت کے اتنے ہی حقوق ہیں جتنے مرد کے۔ جب تک ہم عورت کو برابری اور مساوات کا درجہ نہیں دیں گے۔ یہ نظام کی تبدیلی اور انقلاب محض ہوائی چیز رہے گی۔



قطرہ مانگے جو کوئی تو اسے دریا دے دے
مجھ کو کچھ اور نہ دے اپنی تمنا دے دے
میں تو تجھ سے فقط اک نقشِ کفِ پا چاہوں
تو جو چاہے تو مجھے جنتِ ماویٰ دے دے
وہ جو آسودگی چاہیں، انہیں آسودہ کر
بے قراری کی لطافت مجھے تنہا دے دے
میں اس اعزاز کے لائق تو نہیں ہوں لیکن
مجھ کو ہمسائیگیٔ گنبدِ خضرا دے دے
یوں تو جب چاہوں، میں تیرا رُخِ زیبا دیکھوں
عرض یہ ہے کہ مجھے اذنِ تماشا دے دے

وہ بھی دیکھیں پسِ ہر حرف تری جلوہ گری
سب کو تو میری طرح دیدۂ بینا دے دے
غم تو اس دور کی تقدیر میں لکھے ہیں مگر
مجھ کو ہر غم سے نمٹ لینے کا یارا دے دے
تب سمیٹوں میں ترے ابرِ کرم کے موتی
میرے دامن کو جو تو وسعتِ صحرا دے دے
تیری رحمت کا یہ اعجاز نہیں تو کیا ہے
قدم اٹھیں تو زمانہ مجھے رستا دے دے
جب بھی تھک جائے محبت کی مسافت میں ندیم
تب ترا حُسن بڑھے اور سنبھالا دے دے

تازہ بہ تازہ

جشنِ فیض

۱۹ اپریل کو بھارت کے شہر دہلی میں فیض احمد فیض کا ستر سالہ جشن پیدائش منایا گیا۔ واضح رہے کہ بھارت میں فیض کا دوسری مرتبہ ستر سالہ جشن پیدائش منایا گیا۔ توقع ہے کہ فیض کا پچھتر سالہ جشن پیدائش بھارت، افغانستان اور روس کے بڑے شہروں میں منایا جائے گا۔

سورج کی صلیب

صبا اکرام کا پہلا شعری مجموعہ "سورج کی صلیب" شائع ہو گیا ہے۔ اس کا دیباچہ ڈاکٹر وزیر آغا نے لکھا ہے۔ اور فلیپ پر ڈاکٹر شمس الرحمٰن فاروقی کی رائے درج ہے۔ اس کی اشاعت کا اہتمام تماہی دائرے نے کیا۔

دعائے صحت

طنز و مزاح کے شاعر جناب ہوش جونپوری [illegible] کو کراچی میں شدید بیمار ہو گئے۔ احباب سے بحالی صحت کے لئے دعا کی گزارش ہے۔

"افکار" کا برطانیہ میں اردو ایڈیشن

ماہنامہ "افکار" کراچی کا برطانیہ میں اردو ایڈیشن شائع ہو گیا ہے جو [illegible] صفحات پر مشتمل ہے جس میں برصغیر میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی آمد سے لے کر آج تک کی انگریزوں کی اردو خدمات کا بھرپور انداز میں جائزہ لیا گیا ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں اس ایڈیشن میں اردو کے ان ادبا و شعراء کی ادبی کاوشوں کو بھی پیش کیا گیا ہے جو انہوں نے برطانیہ میں تخلیق کی ہیں۔ اس میں اردو کے ساتھ ساتھ انگریزوں کی سندھی، پنجابی، بلوچی، پشتو اور کشمیری زبانوں کی خدمات کو بھی پیش کیا گیا ہے۔ اس کے لکھنے والوں میں ڈاکٹر اشتیاق حسین، ڈاکٹر عبادت بریلوی، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی، منیر نیازی، افسر صدیقی امروہوی، [illegible] شفقت رضوی، [illegible] ہندوستان کے اہل قلم کی تصاویر بھی شامل ہیں [illegible]

بھارت کی چند تازہ مطبوعات

منٹو ــ شخصیت اور فن

مشہور ترین مضامین، منٹو کے اہم افسانے اور ڈراموں کا ایک مجموعہ "منٹو شخصیت اور فن" پریم گوپال متل نے دہلی سے شائع کیا ہے۔

سوزِ وطن

"سوزِ وطن" پریم چند کے ان افسانوں کا مجموعہ ہے جو ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا تھا انگریز حکومت نے ضبط کر لیا تھا۔ یہ مجموعہ اس وقت سے اب تک نایاب تھا۔ [illegible] پریم چند کے صد سالہ جشن [illegible] شائع کیا ہے۔ [illegible]

ریڈرز کارنر

ترتیب: قیوم جہلمی

اب نواز صاحب کا مراسلہ اخبار وطن لاہور/مارچ کی اشاعت میں نظر سے گذرا۔ آپ نے مرکزی جامع مسجد برمنگھم کے عہدیداران کے نام سے مولوی عبداللہ صاحب کو مخاطب بنایا اور ان سے نماز جنازہ کے بعد دعا کی اصلیت کے بارے میں چند سوالات کئے ہیں۔

میں مسلک اہل سنت وجماعت کا ایک فرد ہوں اور اپنے مسلک حنفی پر کاربند ہوں۔ آپ کے سوالات کا جہاں تک تعلق ہے وہ صوفی عبداللہ صاحب سے ہیں۔ لیکن آپ کے مستفسرہ آخری سوالات کا جواب انتہائی اختصار کے ساتھ کتاب وسنت اور اقوال فقہاء کرام کی روشنی میں دینا محض احقاق حق کے لئے اور عامۃ المسلمین کے ذہنوں کے شکوک کے ازالہ کی خاطر ضروری سمجھتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ اس مختصر سی تشریح کے بعد اصل مسئلہ کو سمجھ جائیں گے۔

نماز جنازہ کے بعد دعا زیادہ سے زیادہ مستحب ہے۔ اس کو قطعاً ضروری، فرض واجب وغیرہ نہیں سمجھا جاتا۔ اور نہ ہی فقہاء اسلام نے اسے ضروری قرار دیا ہے۔ مقلد حضرات کے لئے فقہ حنفی وغیرہ کی تصریحات کتاب وسنت کی روشنی میں قابل عمل ہیں۔ اور کتب معتبرہ متون وشروح مملو ہیں۔ کوئی مستحب فعل پابندی کے ساتھ کیا جائے تو یہ شرعاً مطلوب ہے۔ اور حضور ؐ کا فرمان ہے "بلاشبہ اللہ کے حضور میں سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر مداومت ہو۔ یعنی عمل کے لحاظ سے جس کام کو ہمیشہ کیا جائے وہ اللہ کو بہت محبوب ہے۔ ہاں اعتقاداً اس کو ضروری نہ سمجھا جائے۔ ورنہ وہی کام اباحت سے درجہ کراہت تک پہنچ جائے گا۔

(کما قال ملا علی قاریؒ)

اہل سنت کے نزدیک میت کو ایصال ثواب کرنا درست ہے۔ ہاں فرقہ معتزلہ اس کا منکر ہے۔ (کما لا یخفیٰ علی اہل النہیٰ)

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے اور نماز کے بعد دعا بخشش کی اصلیت بالا سطور سے ظاہر ہے

مسئلہ کی حقیقت

مسئلہ ہذا کی حقیقت کو مزید سمجھنے کے لئے چند بنیادی باتوں کا جاننا اہم ہے:

(۱) کسی مہتم بالشان کام کی تکمیل، فراغت عبادت اور تکمیل شعائر اسلام پر شکرانہ کے طور پر دعا مانگنا قرآن واحادیث سے ثابت ہے۔ مثلاً حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد دعا فرمائی۔ "اے اللہ ہماری طرف سے یہ اطاعت وعبادت قبول فرما۔ بلاشبہ تو سننے والا، جاننے والا ہے"۔ (سورہ البقرہ)

(۲) روزہ افطار کے وقت دعا "اے اللہ میں نے روزہ تیرے لئے رکھا۔ الخ

(۳) فریضہ حج کے بعد **اللّٰھم اجعلہ حجاً مبرورا** "اے اللہ حج کو مبرور (مقبول) فرما۔ الخ

(۴) کسی بھی عمل صالح اور عبادت کے بعد دعا مانگنا شرعی ضابطہ کے تحت مباح اور مستحب ہے۔ اجتماعی دعا ہو یا انفرادی جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا **ادعونی استجب لکم** "تم مجھے پکارو میں تمہاری اجابت کروں گا"۔ اس آیت میں تم پکارو اجتماعیت کی طرف مشیر ہے الغرض دعا عبادت ہے۔ اور نماز جنازہ بھی ایک عبادت ہے۔ لہذا دعا بعد جنازہ جائز ہے۔ حرام، بدعت سیئہ اور مکروہ تحریمی وغیرہ نہیں۔

قرآن مجید کی چند آیات دعا کے متعلق اجازت دیتی ہیں۔ "جب میرا بندہ آپ سے میرے متعلق دریافت کرے تو (اے نبیؐ آپ فرمادیں) میں قریب ہوں۔ جب بھی کوئی پکارنے والا پکارے میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں"۔

اس آیت میں بلا تخصیص، تحدید اجابت دعا کی بشارت دی گئی ہے۔ اذا دعان مطلق



نماز جنازہ کے بعد دُعا کی حقیقت

کسی بھی صالح عمل کے بعد دعا مانگنا شرعی ضابطہ ہے

تحریر: الحاج محمد بوستان خان برمنگھم

ہے۔ اور مطلق فرد کامل کو چاہتا ہے۔ خلاصۂ آیت یہ ہوگا کہ نماز جنازہ ایک عبادت ہے اور قرآن سے عبادت کے بعد دعا مشروع ہے یہ نہیں کہہ سکتے کہ فلاں وقت تو دعا کی اجازت ہے اور فلاں وقت ممانعت۔ سورہ الم نشرح میں ہے: "جب تو (نماز سے) فارغ ہو تو دعا میں مشقت کر اور اپنے رب کی طرف عاجزی کے ساتھ رغبت کر۔ اس آیت کی تفسیر میں جلالین، مدارک، خازن وغیرہ، اصحاب تفاسیر نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ دعا کی مشروعیت اور اصلیت کی علیحدہ دلیل ہے اور احادیث مبارکہ بھی اس پر شاہد ہیں۔

(۱) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **الدعاء ھو العبادۃ** "دعا عبادت ہے۔ پھر آپ نے قرآن پاک کی آیت تلاوت فرمائی "تم مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا"۔ (رواہ احمد وترمذی)

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا۔ **الدعاء مخ العبادۃ** "دعا عبادت کا مغز ہے"۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ دعا عبادت ہے۔ اس لئے یہ معلوم ہے اور جس چیز کا شریعت اسلامیہ میں حکم ہو وہ عبادت ہے۔

(۳) حضرت ابی ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ جس نے خدا سے دعا نہ مانگا اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے"۔

فائدہ: کیونکہ دنیا والے سے کوئی چیز بار بار مانگی جائے تو وہ جھنجلائے گا۔ لیکن جس کے خزانوں میں کمی نہیں وہ ذات اپنی رحمت کے خزانوں سے دینے میں بخیل نہیں۔ جیسا کہ حضور کا فرمان ہے:

(۴) **اذا سأل احدکم فلیکثر** الخ "جب تم میں کوئی دعا مانگے تو کثرت کرے کہ اپنے رب ہی سے سوال کر رہا ہے"

(۵) **اذا صلیتم** آہ۔ یعنی جب میت پر تم نماز پڑھ چکو تو اس کے لئے خالص دعا مانگو۔ (رواہ ابوہریرہ ؓ) اس حدیث کی تشریح میں ہے: "چوں نماز گزارید بر میت پس خالص کنید برائے وے دعا را"۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۶۸۹)۔

(۶) وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ نے ایک جنازہ پر سورہ فاتحہ پڑھی (رواہ ترمذی ابوداؤد۔ فتح القدیر، ہدایہ وغیرہ) شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں۔ "واحتمال دارد کہ بر جنازہ بعد از نماز یا پیش ازاں بقصد تبرک خواندہ باشد چنانچہ الآن متعارف است" یعنی اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ آپ نے نماز سے پہلے یا بعد نماز جنازہ الحمد شریف تبرک کی نیت سے پڑھی ہو۔ جیسا کہ اب مروج اور متعارف ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

(۷) مصنف ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک جنازہ پر چار تکبیریں کہیں پھر آپ جنازہ کے قریب آکر یوں دعا فرمانے لگے "اے اللہ یہ تیرا بندہ ہے ..... فاغفرلہ تو اس کی مغفرت فرما۔ الخ"

(۸) حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ پر نماز پڑھ چکے تو حضرت فاروق اعظم ؓ تشریف لائے اور ان کے ساتھ کچھ دوسرے لوگ بھی تھے۔ دوبارہ نماز پڑھنے کا ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا کہ "نماز جنازہ دوبارہ نہیں پڑھی جاتی مگر میت کے لئے دعا واستغفار کرو۔

(بدائع صنائع صفحہ ۳۱۱ ج ۱ مطبوعہ مصر)

(۹) حضرت عبداللہ بن سلام ؓ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھنے سے محروم رہ گئے تو حاضر ہو کر بولے "آپ لوگوں نے اگر عمر ؓ پر نماز پڑھنے میں سبقت کر لی ہے تو ان کے لئے دعا کرنے میں تو پہل نہ کرو۔

(مبسوط سرخسی صفحہ ۶۷ طبع مصر)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ ؓ بعد از نماز جنازہ دعا کیا کرتے تھے۔ مطلقاً یہ کہنا کہ جنازہ کے بعد قبل تدفین دعا نا جائز ہے یہ اسلام پر افتراء ہے۔

اقوال فقہا اور ایک شبہ کا ازالہ

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے یعنی نماز جنازہ کے بعد میت کے لئے دعا نہ کرے کیونکہ یہ دعا نماز جنازہ میں زیادتی کرنے کا شبہ پیدا کردے گی۔ اس قسم کی جتنی فقہی عبارات ولا یقوم واعیالہ وغیرہ ہیں کا خلاصہ ہے کہ میت کے لئے دعا کرتے ہوئے کھڑا نہ رہے چونکہ یہ چیز ایک تو اسرع بالجنازہ کے منافی ہے اور دوسرے یہ کہ باہر سے آنے والے پر نماز کا اشتباہ کا واقع ہوگا۔ اس لئے مختصر دعا مانگ لی جائے۔ اور صفیں توڑ دی جائیں تو کراہت سے بھی بچ گئے اور التباس سے بھی محفوظ ہے جیسا کہ نماز فرض کے بعد کبر معروف کی فقہائے تلقین فرمائی ہے اور احادیث سے بھی ثابت ہے۔ اس کی فرضیت وقائیت بھی رفع اشتباہ ہے۔

قنیہ میں ہے وقال محمد بن فضل لا باس بہ۔ امام محمد بن فضل کہتے ہیں کہ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (بحرالرائق شرح کنز الدقائق)

مفتی کفایت اللہ صاحب ؒ نے لکھا ہے "اور اگر اس صورت میں الا باس بہ (کوئی حرج نہیں) کے معنی ایسے بھی لئے جائیں جو مندوب کو شامل ہوتے ہیں تاہم مضائقہ نہیں"۔ (کفایت المفتی ج ۴ ص ۴۳)

اگر لوگ نماز جنازہ کے بعد جمع ہو کر اور اہتمام کرکے دعا نہ کریں بلکہ صفیں توڑ کر علیحدہ ہو جائیں ..... تو اس میں کسی طور سے نماز جنازہ میں زیادتی کا شبہ نہیں ہو سکتا۔ صفحہ ۱۹۱۔

مولانا احمد رضا خان صاحب ؒ اپنے فتویٰ میں لکھتے ہیں "ثم اقول یہ بھی لحاظ لازم کہ عرف اس کی غرض سے جنازہ اٹھانے کو تعویق و درنگ میں نہ ڈالیں کہ یہاں شرعاً تعجیل مامور ہے۔ اور دعا کچھ تعویق پر موقوف نہیں۔ اتنے کلمات ..... عربی کلمات ..... اے اللہ ہمیں اس کے اجر وثواب سے محروم نہ کر..... اور اس کی اور ہماری بخشش فرما۔ بلکہ اس سے زائد جنازہ اٹھاتے اٹھاتے کہہ سکتے ہیں۔ کما لا یخفیٰ"۔

فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۲۱

فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہترین فیصلہ فرمایا ہے کہ لازم صفیں یہ ہیں کہ نماز جنازہ کے بعد اسی ہیئت پر بدستور صفیں باندھیں وہیں کھڑے ہوئے دعا نہ کریں کہ زیادت فی الصلوٰۃ سے مشابہت نہ ہو۔ یہ معنی صحیح وصدیہ خلاف وفساد ہیں۔ فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۵۳

اہل سنت سے استدعا ہے کہ وہ مسئلہ ہذا کی نزاکت کے پیش نظر کسی قسم کے جھگڑے، فساد اور باہمی آویزش وطعن تشنیع کا موجب نہ بنیں اور علماء حضرات کو بھی حرام، بدعت وغیرہ کے فتوے صادر نہیں کرنے چاہئیں۔ یہی راہ صواب ونجات ہے۔

وما توفیقی الا باللہ ط



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لوگ آپ سے حکم دریافت کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ اللہ تم کو کلالہ کے باب میں حکم دیتا ہے اگر کوئی شخص مرجائے جس کے اولاد نہ ہو اور (ماں باپ) اور اس کے ایک (عینی یا علاتی) بہن ہو تو اس کو تمام ترکہ کا نصف ملے گا اور وہ شخص اس (اپنی بہن) کا وارث ہوگا۔ اگر وہ بہن مرجائے اور اس کے اولاد نہ ہو اور والدین بھی نہ ہوں اور اگر بہنیں دو ہوں یا زیادہ تو ان کو اس کے کل ترکہ میں سے دو تہائی ملیں گے اور اگر وارث چند بھائی بہن ہوں مرد اور عورت تو ایک مرد کو دو عورتوں کے حصہ کے برابر اللہ تعالیٰ تم سے دین کی باتیں اس لئے بیان کرتے ہیں کہ تم گمراہی میں نہ پڑو اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں

(النساء ۱۷۶)

حضرت ابو سعید خدری رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے ہجرت کے متعلق خبر دیجئے تو آپ نے فرمایا تیرا بھلا ہو ہجرت تو بہت سخت چیز ہے۔ کیا تیرے پاس اونٹ ہے اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا کیا تو اس کا صدقہ ادا کرتا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تو دنیا کے اس طرف رہ کر (قریہ) میں رہ کر اپنا کام کئے جا اللہ تعالیٰ تیرے اعمال میں سے کچھ ضائع نہ کرے گا۔

(بخاری)



حضرت عمر فاروق رض کے زمانے میں بیت المال کا اتنا انتظام تھا کہ آج اس کے واقعات پر یقین کرنا مشکل ہے۔ بیت المال کا ایک حبہ بھی بے محل صرف نہ ہونے پاتا تھا۔ آپ اس کی ایک ایک امانت کی حفاظت بہ نفس نفیس فرماتے تھے۔ اس کے ایک ایک اونٹ کو تہہ حیلہ کے درخت رجسٹر کرتے تھے ایک مرتبہ بیت المال کا ایک اونٹ بھاگ گیا۔ حضرت عمر رض اس کی تلاش میں نکلے اسی وقت ایک رئیس احنف بن قیس آپ سے ملنے گئے آتے دیکھا تو حضرت عمر رض دامن چڑھائے ادھر ادھر ڈھونڈ رہے ہیں۔ احنف کو دیکھ کر فرمایا آؤ تم بھی میرا ساتھ دو بیت المال کا ایک اونٹ بھاگ گیا ہے تم جانتے ہو ایک اونٹ میں کتنے غریبوں کا حق ہوتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا امیر المومنین آپ کیوں تکلیف اٹھاتے ہیں، کسی غلام کو حکم دے دیجئے وہ ڈھونڈ لائے گا۔ فرمایا مجھ سے بڑھ کر کون غلام ہو سکتا ہے۔

(شاہ معین الدین ندوی)

مثالی زندگی کا سب سے آخری معیار عملیت ہے عملیت سے مقصود یہ ہے کہ شارح دین اور بانی مذہب جس تعلیم کو پیش کرے اس کا مجسم خود اس کا ذاتی عمل اس کی مثال اور نمونہ ہو اور خود اس کے عمل نے اس کی تعمیل کرکے قابل عمل ثابت کیا ہو انسانی سیرت کے بہترین مثالی ہونے کی دلیل اس کے نیک ارادے فکر انگیز اقوال وخیالات اور فلسفیانہ نظریے نہیں بلکہ اس کے اعمال اور کارنامے ہیں اگر یہ معیار قائم نہ کیا جائے تو اچھے اور برے کی تمیز ختم ہو جائے جس سیرت کا عملی حصہ سامنے نہ ہو اس کو مثالی زندگی اور قابل تقلید نمونہ نہیں کہا جا سکتا۔ کوئی عملی نمونہ نہیں ہوگا تو انسان آخر کس چیز کی پیروی کرے گا۔ اور کس عمل کا سبق حاصل کرے گا۔ جس صلح وجنگ، فقر ودولت، حاکمیت ومحکومیت ازدواج وتجرد جلوت وخلوت غرض زندگی کے ہر پہلو کی عملی مثال چاہئے اور یہ تاریخی حقیقت ہے کہ اس معیار پر بھی سیرت محمدی ؐ کے سوا کوئی سیرت پوری نہیں ہو سکتی۔

(کوثر نیازی)

گر گئی زاری ہے جاہل رحم او
رحم او در زاری خود با رجو
زاری مضطر تشنہ معنوی ست
زاری سرد ودروغ آں معنوی ست
گریہ اخوان یوسف حیلت است
کاندروں شاں پرز رشک وعلت است

اے فقیر! غرور اور تکبر چھوڑ دے۔ غرور اور تکبر آدمی کو تباہ اور گمراہ کر دیتا ہے اپنی زندگی میں انکساری اور عاجزی پیدا کر اگر تو زاری اختیار کرے گا تو رحمت الٰہی تیری طرف مبذول ہوگی۔ خدائے تعالیٰ تجھ پر اپنا فضل وانعام نازل کرے گا۔ خدائے تعالیٰ کا رحم صرف زاری کی طرف مبذول ہوتا ہے۔ اگر تو زاری کرے گا تو حق تعالیٰ کی رحمت تیری طرف مائل ہوگی۔ خدا تو مطالبہ کے رحم اور فضل کو اپنی زاری میں طلب کر مجبور اور بیاستہ آدمی کی زاری بھی زاری ہے اس کے برخلاف ظاہر داری اور جھوٹی زاری گمراہی کی دلیل ہے۔

(اعلانا روم)



قطاروں کا شہر

سوویت یونین کے دارالحکومت ماسکو میں شہری زندگی کے عجیب و غریب پہلو

محمد افضل بٹ

ماسکو جانے سے پہلے ہی میں جانتا تھا کہ وہاں روزمرہ کے استعمال کی چیزوں کی بے حد کمی ہے لیکن اصل تکلیف دہ حالت جو ماسکو والوں کو درپیش ہے وہ پر اس وقت واضح ہوئی جب ہمیں یہاں بچوں سمیت خریداری کرنی پڑی میرے بچے روسی سکول میں پڑھتے تھے سب سے پہلے ہمیں ان کے لیے روسی کتابوں کی ضرورت پڑی تلاش کرنے پر پتہ چلا کہ چھٹی جماعت کی کتابیں بازار سے ختم ہیں کچھ عرصہ کے بعد ہمیں اپنی گیارہ سالہ بچی کے لیے بیلے ڈانس کے جوتوں کی ضرورت پڑی ڈھونڈنے پر معلوم ہوا کہ روسی سرزمین جو بیلے ڈانس کے لیے مشہور ہے۔ اس میں ماسکو شہر میں آٹھ سائز کے ناچنے والے جوتے موجود نہیں ہیں۔

ریڈ سکوائر میں جی یو ایم کی مشہور زمانہ دکان پر میں اپنے لیے جوتے خریدنے گیا۔ میرے پاؤں کے سائز کے صرف سینڈل مل سکتے تھے یا اس سائز میں کاغذ کی طرح پتلے غیر دیرپا جوتے مل سکتے تھے فروخت کرنے والے کلرک نے مجھے مشورہ دیا کہ یہ بے کار جوتے مت خریدیے۔

میری بیوی کو انیل کیے ہوئے برتن خریدنے کی ضرورت پڑی وہ یہ برتن ڈھونڈنے کے لیے ماسکو کے چار بڑے ڈیپارٹمنٹ سٹورز کے علاوہ متعدد دوسری چھوٹی بڑی دکانوں میں پوچھتی پھری لیکن مطلوبہ برتن نہ ملے۔ ہمارے واقف کار روسی باشندوں نے ہمیں مشورہ دیا تھا کہ المونیم اور جست کے برتن جو عام طور پر دستیاب ہیں مت خریدیں کیونکہ ان میں کھانا پکانے پر کھانے کا ذائقہ بدل جاتا ہے۔ سٹین لیس سٹیل اور تانبے کے برتن وہاں سرے سے بنتے ہی نہیں۔

سوویٹ کارخانوں میں جو اشیا تیار کی جاتی ہیں انہیں تیار کرنے کے احکام اعلیٰ حکام کی طرف سے جاتے ہیں کہ فلاں فلاں چیز اتنی مقدار یا تعداد میں تیار کی جائے۔ اس بات کا خیال نہیں رکھا جاتا کہ کون سی اشیاء کی مانگ زیادہ ہے اور کون سی اشیاء کی مانگ کم۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بازار میں بعض چیزوں کی بھرمار ہو جاتی ہے اور بعض چیزیں ملتی ہی نہیں مثال کے طور پر لینن گراڈ کے بازار برف پر پھسلنے والے جوتوں سے بھرے ملیں گے لیکن کئی ماہ تک انہی بازاروں میں آپ کو برتن دھونے والا صابن نہیں ملے گا۔ میں ماسکو کے ایک خاندان کو جانتا ہوں جو مہینے بھر اپنے بچوں کے لیے پیشاب پاخانے والا برتن ڈھونڈتے رہے۔ لیکن وہ انہیں کہیں نہ ملا، حالانکہ ماسکو کے سبھی بازار ریڈیو سیٹوں سے بھرے پڑے تھے۔

جو اشیاء نایاب ہیں ان کی تعداد بے شمار ہیں چند اشیاء کا ذکر کرتا ہوں جو تقریباً نایاب ہوتی ہیں۔ مثلاً ٹوتھ پیسٹ تولیے الیکٹرک تانبے بجلی کی گھریلو اشیاء کے پرزے، ویکیوم کلینر، چینی کے برتن، استریاں، قالین، کیمرے اور کاروں کے فالتو پرزے۔ یہ چیزیں ہمیشہ بازار سے غائب نہیں ہوتیں صرف یہ پتہ نہیں چلتا کہ یہ کب بازار میں آئیں گی اور کب بک جائیں گی۔ روسیوں کو پتہ ہے کہ بعض کارخانوں کی بنی ہوئی نفیس اشیاء ہاتھوں ہاتھ بک جاتی ہیں اس لیے وہ ہمیشہ دکانوں پر گھومتے رہتے ہیں تاکہ اتفاقاً کوئی اچھی چیز ہاتھ لگ جائے عورتیں ہمیشہ ہاتھ میں رسی کی بنی ہوئی ٹوکری لے کر باہر نکلتی ہیں کہ شاید مطلوبہ شے مل جائے تو اُسے اٹھانے میں آسانی ہو۔ اسی طرح جب مرد گھر سے باہر نکلتے ہیں تو ان کے ہاتھ میں بریف کیس اٹھائے ہوئے ہوتے ہیں۔ واپسی پر آپ دیکھیں گے کہ ان بریف کیسوں میں سے کاغذوں کے بجائے ٹماٹر، ٹوتھ پیسٹ اور جوتے برآمد ہو رہے ہیں۔

ایک دوسری احتیاط جو روسی کرتے ہیں وہ یہ کہ وہ ہمیشہ اپنے پاس کافی نقدی رکھتے ہیں کیونکہ یہاں ادھار چیزیں نہیں ملتیں اور نہ چیک بک استعمال ہو سکتی ہے۔ فٹ پاتھوں پر بعض چیزیں ملتی ہیں جو کم پائیدار ہیں اور بازاروں سے جلد غائب ہو جاتی ہیں۔

روسیوں کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے دوستوں اور ساتھیوں کی مدد کرنے پر آمادہ رہتے ہیں۔ تاکہ وہ اپنے وسائل سے زیادہ خریداری کر سکیں عجیب بات یہ ہے کہ روسیوں کے پاس امریکیوں کے مقابلے میں کہیں کم رقم ہوتی ہے لیکن پھر بھی وہ اپنی کم تنخواہ میں سے اپنے دوستوں کی مدد کرنے میں فراخ دل واقع ہوئے ہیں اور پانچ سو یا ہزار روبل اگلی تنخواہ تک ادھار دینے میں ذرا تامل نہیں کرتے۔

روسی زندگی میں ایک اور بڑا اصول یہ ہے کہ لوگ دوسروں کے لیے خریداری کرتے ہیں مثال کے طور پر یہ بات ناقابل معافی ہے کہ کسی روسی کو اتفاق سے بازار میں اچانک مشرقی جرمنی کے بنے ہوئے لیمپ یا یوگوسلاویہ کی بنی ہوئی ٹوتھ پیسٹ بکتی ہوئی نظر آ جائے اور وہ یہ چیزیں اپنے دوستوں، ہمسایوں اور رشتہ داروں کے لیے نہ خریدے اسی وجہ سے لوگوں کو اپنے دوستوں کے عزیزوں کے کپڑوں اور جوتوں کے سائز زبانی یاد رہتے ہیں تاکہ خریداری کے ایسے موقعوں پر ان کے احباب اس سے محروم نہ رہیں۔

امریکہ میں عموماً گھر یلو خریداری پر جانے والی عورتیں باری باری اپنی ہمسایوں کی کار پر اکٹھی جایا کرتی ہیں۔ روس میں دفتری کام کرنے والی عورتیں باری باری اپنی کسی ایک ساتھی کو روزمرہ کی خوراک کی چیزیں خریدنے کے لیے بھیجتی ہیں۔ اس طرح کام کے دوران کھانے کے وقفے میں وہ سب کے لیے ڈبل روٹی اور سبزیاں وغیرہ خریدنے چلی جاتی ہے تاکہ دوسری عورتیں کام کے بعد خریداری کی مشقت سے بچ رہیں عام طور پر عورتیں کام کے دوران ہی خریداری کے لیے باری باری کھسک جاتی ہیں بعض اوقات جب بازار میں وافر چیزیں مل رہی ہوں تو وہ واپس آ کر اپنی ساتھیوں کو بتاتی ہیں کہ اب خریداری کیجئے ان کے بس کا روگ نہیں۔ دوسری گھر جاتی ہیں اور ہاتھ جاتی ہیں۔

تمام دنیا میں رواج ہے کہ خریدار قطار باندھ کر کھڑے ہوں لیکن روسی خریداروں کے انداز ہی نرالے ہیں۔ امریکہ میں جب ۱۹۷۳ء کے موسم سرما میں پٹرول کی کمی ہوئی تو امریکیوں کو پٹرول سٹیشنوں پر لمبی قطاروں میں کھڑے ہو کر انتظار کا مزا چکھنا پڑا لیکن یہ عارضی تکلیف تھی اور کسی بھی صرف ایک چیز کی تھی آپ قیاس کریں کہ اگر یہی انتظار ہر چیز کے لیے کرنا پڑے تو کیا ہو؟

روسی عورت کا معمول ہے کہ وہ ہفتے کے سات دنوں میں ہر روز قطار میں کھڑے ہو کر دو گھنٹے گزارتی ہے۔ میں نے خود مشاہدہ کیا ہے کہ بعض لوگوں کو اناس خریدنے کے لیے ڈیڑھ گھنٹہ قطار میں کھڑے ہونا پڑا اور تین گوبھی کے پھول خریدنے کے لیے جب وہ قطار کے اگلے سرے پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ گوبھی ختم ہو چکی ہے۔ قطاروں کی لمبائی چند چند گز سے لے کر میلوں تک ہو سکتی ہے۔

میرے چند دوستوں نے ماسکو میں ایک قطار دیکھی جو قالین خریدنا چاہتے تھے وہ قطار دو دن اور دو راتیں قائم رہی اور ایک بڑے رہائشی بلاک کے گرد چار چکر لگائے ہوئے تھی۔ اس حقیقت کے باوجود جب کوئی روسی عورت قطار دیکھتی ہے تو لاشعوری طور پر اس کے دل میں فوری خیال آتا ہے کہ وہ جھٹ پٹ قطار میں کھڑی ہو جائے خواہ اسے بعد میں پتہ چلا کہ بک گیا ہے۔ جب ایک دفعہ قطار میں آ جاتی ہے تو وہ عموماً آپس میں خلط ملط ہوتی رہتی ہیں۔ مثال کے طور پر بعض دکانوں پر لوگ ایک کی بجائے تین قطاروں میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پہلی قطار میں وہ لوگ ہوتے ہیں جو کسی چیز کا انتخاب کرنا اور قیمت معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اور دوسری کتاب میں وہ لوگ ہیں جو قیمت ادا کر کے رسید حاصل کرنا چاہتے ہیں تیسری قطار میں وہ لوگ ہیں جو رسید پیش کر کے مطلوبہ چیز حاصل کر لیتے ہیں۔

روس میں اشتہار بازی نہیں ہوتی تاکہ خریداروں کو خریداری میں آسانی ہو۔ امریکہ میں لوگ شکایت کرتے ہیں کہ ہر جگہ اشتہار بازی نے ان کا ناک میں دم کر رکھا ہے۔ اگر امریکیوں کو روس کے سے اشتہاری ہتھکنڈوں سے واسطہ پڑے تو انہیں چھٹی کا دودھ یاد آ جائے۔ روس کے اخباروں میں اگر کوئی اشتہار چھپتا بھی ہے تو وہ اس قسم کا ہوتا ہے کہ "اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی عمر دراز ہو اور آپ خوبصورت ہو جائیں تو دکانوں سے سبزیاں خریدیے"

اخبار عام طور پر اشتہاروں کے بغیر ہی چھپتے ہیں گو بعض اخباروں میں ہفتہ وار اشتہاری کالم چھپتا ہے جس میں عموماً ذاتی اور مختصر اشتہار ہوتے ہیں سٹوروں اور دکانوں پر بھی اشتہاری تختیاں نہیں ہوتیں۔ اور دیہاتی اخباروں میں اشتہار دیتے ہیں کہ فلاں چیز کی خریداری کے لیے لوگوں کو کس جگہ جانا چاہیے۔

رشوت عام ہے کم تنخواہ پانے والے کلرک ۱۰۰ روپے سے ۱۲۰۰ روپے تک ماہوار تنخواہ لیتے ہیں پسندیدہ چیزیں علیحدہ رکھ دیتے ہیں اور آٹھ بجا کر ان گاہکوں کے ہاتھ فروخت دیتے ہیں جو پہلے ہی اس کام کے لیے انہیں بھی رشوت دے چکے ہوتے ہیں یا وہ یہ چیزیں ان لوگوں کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں جن پر انہیں اعتبار ہوتا ہے کہ وہ چیز کی پوری قیمت انعام سمیت دے دیں گے۔ آٹھ سو روپے کے برساتی کوٹ پر ڈیڑھ دو سو روپے تک انعام مل جانا عام بات ہے۔

یہ طریقہ اتنا عام ہے کہ سوویت پریس میں اس پر بیشتر تنقید ہوتی ہے۔ کراکوڈل جو کہ ایک روسی مزاحیہ جریدہ ہے۔ اس میں ایک دفعہ ایک مضمون میں کسی گاہک کا پیچھا کرنے والے کے متعلق یہ لطیفہ چھپا کہ بڑی دکان والا سٹور میں جلد آنے والی اشیاء کی مشتہری کر رہا تھا وہ کہہ رہا تھا۔

ہم چاہتے ہیں کہ خریدار سٹوروں میں چمڑے کی چیزیں بیچنے والی دکان پر پانچ سو روپے آمدنی چمڑے زنانہ آئے ہیں یہاں صرف دکان کے ملازموں نے خرید لیے ہیں اور اتنا ہی چمڑے وہ بھی جن کی قیمت پیشگی ادا کی جا چکی ہے اور وہ دوستوں کے لیے علیحدہ کر دیے گئے ہیں ایک جوڑا فالتو اطلاری بچا ہے ہم دعوت دیتے ہیں کہ آپ ہماری چمڑے والی دکان پر تشریف لائیے اور اُسے خرید کر شکریہ کا موقع دیں۔

اقوال زریں

محبت اور خلوص آپس کے فاصلے کو ختم کر دیتے ہیں

(حضرت علیؓ)

خوش مزاج آدمی ٹوٹے ہوئے دل کی دوا ہے

(حضرت علیؓ)

جو فعل سے فرزندگی انقلاب شاس سے پرہیز کرو

(حضور اکرمؐ)

خاموشی غصے کا بہترین علاج ہے۔

(حضرت عثمانؓ)

دنیا میں سب سے مشکل کام اپنی اصلاح ہے اور سب سے سہل کام نکتہ چینی ہے

(ابیوقل)

جو چیز آتی ہو اسے سیکھنے میں عار محسوس نہ کرو

(حکیم لقمان)

ہزاروں اور عقلوں کی دوا بھی ایک شخص کی عادت سے بہتر ہے۔

کھانے میں جتنے ہاتھ زیادہ جمع ہوں گے اتنی ہی برکت زیادہ ہوگی۔

(حضور اکرمؐ)

جب غصہ تم پر غالب آ جائے تو خاموشی اختیار کرو

جو آدمی غصہ ور ہو وہ زندگی بھر پریشانی میں مبتلا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے غصے سے ہمیشہ ناراض رہتا ہے۔

(حضور اکرمؐ)

- عقلمند ہمیشہ فکر میں مبتلا رہتا ہے (حضرت علیؓ)
- عقلمند وہ ہے جو غیروں سے عبرت حاصل کرے نہ کہ خود دوسروں کے لیے باعث عبرت ہو (حضرت علیؓ)
- عقل جب کامل ہو جاتی ہے تو کلام کم ہو جاتا ہے (حضرت علیؓ)

- مایوسی موت کا دوسرا نام ہے۔
- محبت اور خلوص آپس کے فاصلے کو کم کر دیتے ہیں
- جو انسان کسی کے دل میں جگہ نہیں پا سکتا وہ دنیا کا بد قسمت ترین انسان ہوگا۔

- اچھی زندگی کی چار نشانیاں ہیں، نیک گفتار، نیک کردار، نیک نیت، نیک صحبت (ارسطو)
- دین نام ہے خیر خواہی کا۔ (حضور اکرمؐ)
- جو چیز نہ آتی ہو اسے سیکھنے میں شرم نہ کرو (حکیم لقمان)
- خوش مزاج انسان ٹوٹے ہوئے دل کی دوا ہے
- عقلمند کا سینہ اس کے رازوں کا بہترین صندوق ہے۔ (ٹیپو سلطان)

MONTHLY

AAWAZ

P.O. BOX 2113
POSTAL STATION "B"
SCARBOROUGH, ONTARIO
CANADA M1N 2E5
TEL: (416) 267-8006
EDITOR : SOHAIL AKHTAR
PUBLISHER: Z. MODI
MAY. 1981



فلم و فن

آفتاب احسن

رونا لیلیٰ کے عربی نغمے!

[illegible]



[illegible]



تحریر: شوکت ہاشمی

نرگس پہلے بھی تین دفعہ مر چکی ہے

چہرے پر کوئی میک اپ نہیں کرتی تھی اور نہ ہی سفید ساڑھی کے علاوہ کوئی اور لباس استعمال کرتی تھی۔ [illegible] کے انتقال کے بعد وہ [illegible] سنجیدہ اور متین ہو گئی تھی اور اپنے بڑے بھائی کی [illegible] کے بعد وہ گویا استقام [illegible] تھی۔ جب فلمسازوں نے اسے راجکپور کے ساتھ فلم میں کاسٹ کرنے کی بھرپور کوشش کی [illegible] آخر کار ایک فلمساز نے اسے [illegible] سے تین گنا زیادہ معاوضہ پیش کیا مگر نرگس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میرے بھائی کا آخری [illegible] ہے میں اس کے ساتھ کام نہیں کروں گی۔

ہدایت کار محبوب جنہوں نے سب سے پہلے نرگس کو اپنی فلم تقدیر میں بطور ہیروئن پیش کیا تھا۔ ایک بار جب وہ مدر انڈیا میں کاسٹ کرنے کے لئے آئے تو نرگس نے یہ کہہ کر [illegible] محبوب صاحب نے معاوضہ پوچھا تو نرگس نے [illegible]

بھارت سے نرگس کے مرنے کی خبر آئی ہے دل یقین نہیں کرتا کیا کہ وہ واقعی مر گئی کیونکہ اس سے پہلے بھی تو وہ تین مرتبہ مر چکی تھی مگر ہر بار زندہ ہو گئی کہ [illegible] ایک وہاتہ پان سی لڑکی تین مرتبہ موت سے پنجہ لڑا کر اسے شکست دے چکی ہے پہلی مرتبہ نرگس اس روز مر گئی تھی جب راجکپور سے اس کا پیمان وفا ٹوٹا تھا۔ اس نے خاندان بھر کی مخالفت کے باوجود اپنا تن من دھن سب کچھ اس پر نثار کر دیا اس نے ایک پیسہ معاوضہ لئے بغیر راج کی دو فلموں میں کام کیا اپنی محبت اپنی شہرت اور اپنا فلمی کیریئر اس کے قدموں میں نچھاور کر دیا تھا۔ ان فلموں کے طفیل اس نے اپنے سٹوڈیو تعمیر کیا اور دولت سرمایہ کی انتہا [illegible] نکلیں بیاہنے کی منصوبہ بندی شروع کر دی پھر ایک روز اس نے نرگس کو دھتکار کر اپنے سٹوڈیو سے باہر نکال دیا اور نرگس روتی ہوئی [illegible] پہنچی اور بہت دیر پھوٹ پھوٹ کر روتی رہی۔

اس سانحہ کی بنیاد درحقیقت یہ تھی کہ نرگس نے راج سے گھر کے اخراجات کے لئے کچھ رقم طلب کی جس پر راج نے [illegible]

[illegible]

اسی فلم کی شوٹنگ کے دوران نرگس کی تیسری موت واقع ہوئی اور وہ نرگس جو ایک فنکار تھی جو ایک چنچل شوخ اداکارہ تھی جس نے ملک کے چوٹی کے سرمایہ داروں، نوابوں اور راجاؤں کی طرف سے بھیجے گئے شادی کے پیغامات کو ٹھکرا دیا تھا ایک رات کو اچانک مر گئی۔

[illegible]

اور نامور اداکار سنیل دت کے ہاتھوں [illegible] لوگ اسے مشکوک نظروں سے دیکھتے ہوئے گزر جاتے لیکن وہ ان کی نظروں سے بے نیاز سر جھکائے [illegible] سے نام ہی موت رہتی اکثر لوگ جو سے بار بار اسے پہچان سکتے تھے کیونکہ پرائیویٹ لائف میں وہ [illegible]

[illegible]

اسلم پرویز، خالد سلیم، مرزا [illegible] اور ادیب کا کام لیا جا رہا ہے کالا پتھر کے مصنف سید ساحل ہیں اور موسیقی کمال احمد مرتب کر رہے ہیں۔

یوسف خان نے بھی درخواست دے دی

لاہور۔ اداکار یوسف خان نے بھی رجسٹریشن کے لئے درخواست دے دی ہے۔ یوسف خان نے ایک ملاقات کے دوران بتایا کہ رجسٹریشن سے فلم پر بہت مثبت اثرات مرتب ہوں گے اس عمل سے فلمی صنعت سے نااہل اور فلم کو محض سستی اور عامیانہ تفریح کا ذریعہ تصور کرنے والوں کا خاتمہ ہو جائے گا جس سے بہتر معیاری اور بامقصد فلمسازی کرنے والوں کی حوصلہ افزائی ہو گی۔ یوسف خان نے بتایا کہ رجسٹریشن ہوتے ہی وہ اپنی نئی فلم کا آغاز کر دیں گے۔

سدھیر نئی فلم کا آغاز کر رہے ہیں

لاہور۔ اداکار فلمساز سدھیر جلد ہی اپنی نئی فلم کا آغاز کر رہے ہیں سدھیر نے ایک ملاقات کے دوران بتایا کہ ان کی نئی فلم کا موضوع سماجی اور معاشرتی ہو گا [illegible]

فولاد جٹ پر پابندی

[illegible]

آئی لو یو تکمیل کے مراحل میں

لاہور۔ فلمساز و ہدایت کار جمشید نقوی کی فلم آئی لو یو تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ جمشید نقوی ان دنوں شاہ نور اسٹوڈیو میں اس کی شوٹنگ میں مصروف ہیں سیٹ پر شبنم، شاہد، وحید مراد [illegible] کام فلمایا جا رہا ہے فلم کے مصنف سید نور ہیں اور موسیقی ایم اشرف مرتب کر رہے ہیں۔

کالا پتھر کی تکمیل

لاہور۔ فلمساز سلیم اشرفی کی نئی فلم کالا پتھر تیزی سے مکمل کی جا رہی ہے ہدایت کار [illegible] ان دنوں باری اسٹوڈیو میں اس کی عکس بندی میں مصروف ہیں سیٹ پر ممتاز، مصطفیٰ قریشی [illegible]

لیا گیا۔ مگر یوسف الیاس جو کہ اس ڈرامے کے ہدایت کار تھے۔ ہر کسی میں کوئی نہ کوئی خامی نکال کر اسے مسترد کرتے چلے گئے آخر قرعہ فال لیلیٰ طاہر کے نام نکلا جو اس سے پہلے بڑی اداکارہ تھی مگر اس کردار کے لئے موزوں ترین قرار دی جانے کے بعد اس کی شہرت کا آغاز ہوا اور آج وہ صفِ اول کی اداکاراؤں میں سے ایک ہے [illegible]



[illegible]

ایم اکرم کی "شان" کا افتتاح

لاہور۔ فلمساز و ہدایت کار ایم اکرم نے رجسٹریشن کے بعد اپنی نئی فلم "شان" کا آغاز کیا ہے اس کی رسم افتتاح ایور نیو اسٹوڈیو میں آغا جی اے گل نے ادا کی اس موقع پر گلوکار مہدی حسن کی آواز میں ایک گانا ریکارڈ کیا گیا مصنف و نغمہ نگار حزیں قادری کے اس گانے کی دھن موسیقار نذیر علی نے موزوں کی ہے شاعری کمپوزیشن اور گائیکی کے لحاظ سے یہ گانا اتنا معیاری اور اعلیٰ پائے کا تھا کہ اداکار سلطان راہی نے یہ گانا سن کر موسیقار نذیر علی اور گلوکار مہدی حسن کو [illegible] روپے انعام دیا۔ شان کی کاسٹ میں انجمن، سلطان راہی، مصطفیٰ قریشی، ننھا، ادیب اور بہار شامل ہیں۔

لیلیٰ طاہر

معروف ٹیلی ویژن والوں نے جب [illegible] کے مرکزی کردار [illegible]

[illegible]

بقیہ: خطوں کی سیاست

تھا۔ ایک اور ذریعہ کے مطابق محمد علی کی گرفتاری فین روڈ پر ہونے والے ہنگامے کے سلسلے میں عمل میں آئی جس میں بیگم بھٹو بر قع پہن کر شریک ہوئی تھیں۔ چند ذرائع کا کہنا ہے کہ محمد علی، بھٹو خاندان اور چند غیر ملکی سفیروں کے درمیان رابطہ کا کام سر انجام دے رہے تھے۔ بہر حال کوئی صحیح بات کہیں سے بھی پتہ نہ چل سکی۔ اس سلسلے میں راقم الحروف نے جب اداکارہ محمد علی کی بیگم سابق اداکارہ زیبا سے گفتگو کی، تو انہوں نے کہا کہ محمد علی کی گرفتاری کی وجوہات سے وہ خود بھی بے خبر ہیں اور گرفتاری کے سلسلے میں انہیں اب تک الزامات سے بھی آگاہ نہیں کیا گیا۔ دریں اثناء ثقافت اور کھیلوں کے وفاقی وزیر جناب ارباب نیاز محمد خان لاہور گئے تو فلمسازوں کے ایک وفد نے اُن سے ملاقات کی اور محمد علی کی رہائی کی اپیل کرتے ہوئے، محمد علی کی گرفتاری کے بعد پیدا شدہ مسائل سے آگاہ کیا۔ ایک مقامی اخبار نے ارباب صاحب سے منسوب ایک بیان بھی جاری کیا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ اگر محمد علی آئندہ غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث نہ ہونے کی یقین دہانی کرادیں تو اُن کی رہائی عمل میں آسکتی ہے

راقم الحروف سے گفتگو کرتے ہوئے ارباب صاحب نے واضح طور پر کہا کہ وہ محمد علی کی گرفتاری کی اصل وجوہات سے خود بھی آگاہ نہیں۔ لیکن اس سلسلے میں وہ وفاقی وزیر داخلہ اور گورنر پنجاب سے رابطہ قائم کر رہے ہیں۔ اور انہیں امید ہے کہ جلد ہی محمد علی کی رہائی عمل میں آجائے گی۔ بیگم محمد علی نے وفاقی وزیر ثقافت سے منسوب بیان کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ جب محمد علی نے کوئی غیر قانونی جرم کیا ہی نہیں تو وہ یقین دہانی کس چیز کی کرائیں؟ انہوں نے واضح طور پر کہا کہ محمد علی کوئی جرائم پیشہ نہیں۔ بلکہ معاشرے کا ایک معزز فرد ہے۔ جس سے بیشتر معاملات میں جناب صدر بھی مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ پھر اب کیا ہوا کہ انہوں نے خود محمد علی کے معاملے میں بھی ذرا بھی مداخلت نہ کی۔ یا حقائق کو جاننے کی خواہش کا اظہار نہ کیا۔ بقول زیبا بیگم، محمد علی کے گھر اگر روسی سفیر آتے

رہے تو سعودی عرب اور کویت کے سفرائے کرام بھی تو آتے رہے ہیں۔ پھر محمد علی خود تو کسی کو بلانے نہ جاتے تھے۔ بیگم محمد علی کو یہ بھی شکوہ تھا کہ محمد علی جیسے انسان کے بارے میں گرفتاری کا فیصلہ کرتے ہوئے یہ بھی نہ سوچا گیا کہ اس شخص کی ملک و قوم کے لئے کس قدر خدمات ہیں۔ جن کی شہادت جناب صدر بھی دے سکتے ہیں۔ بقول جناب ارباب نیاز محمد انہوں نے وفاقی وزیر داخلہ جناب محمود ہارون سے کہہ دیا تھا کہ اگر محمد علی کے سلسلے میں کسی کی ضمانت ہی درکار ہے تو وہ ضمانت دینے کے لئے تیار ہیں۔

ہمارے خیال میں ایسی ہی بہت سی چھوٹی چھوٹی باتیں مل کر چند بڑی باتوں کے وقوع پذیر ہونے کا سبب بن جاتی ہیں۔ خاص طور پر ان لوگوں سے متعلق باتیں جو "عقل سے مشہور" بھی ہوں۔ بہت جلد تباہ کن افواہوں کا روپ دھار لیتی ہیں جن کا بر وقت سدباب ضروری ہوتا ہے۔ ہماری حکومت سے یہ بھی استدعا ہے کہ "پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق" کی سی صورت حال پیدا نہ ہونے دے۔ یوں بھی جب حکومت نے سیاسی افراد پر مشتمل ایک کابینہ کاروبار حکومت چلانے کے لئے بنا رکھی ہے۔ تو کچھ معاملات اسے سیاسی انداز میں حل کرنے کا موقع بھی فراہم کرے۔ ہر معاملے میں ڈنڈے کا استعمال ضروری نہیں ہوتا خاص طور پر ایسے ڈنڈے کا جس سے گدھوں اور گھوڑوں دونوں کو یکساں انداز میں ہانکا جا سکے۔ دونوں کے سلسلے میں الگ الگ "ڈنڈا" استعمال کیا جائے تو شاید یہ زیادہ بہتر نتائج کا حامل ثابت ہو سکے۔ یکسر بہترین نتائج ہمارے خیال میں تب ہی بر آمد ہو سکتے ہیں جب کچھ معاملات کو سیاسی طریقے پر باہمی افہام و تفہیم کے ذریعے بھی حاصل کیا جائے۔ سیاست کی بساط لپیٹ دینے کا مطلب "سیاسی فہم و فراست" کی بساط لپیٹ دینا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

....

ٹریبیو — ادکینا ڈا کی ایک عورت نے گزشتہ روز دوبڑے بچوں کو جنم دے کر جاپان کا سب سے زیادہ بچے پیدا کرنے کا اعزاز حاصل کیا ... اس نے اپنی ازدواجی زندگی میں اس کے پندرہ بچے پیدا ہوئے ... سب سے بڑے لڑکے کی عمر ... سال ہے ... ۱۹۹۰ء کو پیدا ہوا تھا ... ان کے ... لڑکے اور ... چار لڑکیاں ہیں

TRIBUTE TO FAIZ

Urdu society of Canada will hold a meeting to pay tribute to our greatest living Urdu poet FAIZ AHMAD FAIZ. Papers, in urdu, will be read on many facets of his personality, place in the world of literature and his poetry. It will be followed by a musical programme based on his works.

Time 7 P.M. Date 6th June

Place 252 Bloor St. west # 205 (near St. George Subway)

For further information contact:-

Anwar Ahmad 276-1739

Bedar Bakht 292-4381

منجانب: انجمن اردو کینیڈا

کینیڈا کی مردم شماری
یہ کیا ہے اس کا مطلب کیا ہے
اور ہمیں اس کی ضرورت کیوں ہے

۳ جون مردم شماری کا دن ہے۔

ہر پانچ سال بعد حکومت کینیڈا مردم شماری کراتی ہے۔ جس میں لوگوں سے ان کا خاندان، پیشہ، رہائش، آمدنی، تعلیم اور ایسے مسائل پر سوالات کیے جاتے ہیں جن کا تعلق مستقبل سے ہو تاکہ اس کی منصوبہ بندی کی جائے۔ یہ ملک میں آنے والی بہت سی تبدیلیوں کا ریکارڈ رکھنے کیلئے کی جاتی ہے۔

یہ حکومت کیلئے اہم ہے کہ وہ مختلف نسلوں سے جو اب کینیڈا میں رہائش پذیر ہیں، تازہ ترین اطلاعات فراہم کرے۔ کیونکہ کینیڈا میں رہنے والے مختلف نسلوں کے لوگوں کے پروگراموں کی معلومات زیادہ تر مردم شماری سے حاصل ہوتی ہے۔

مردم شماری کا نمائندہ مردم شماری کا سوالنامہ آپ کے حوالے کریگا۔ اہلِ خانہ کیلئے ضروری ہے کہ اسے پُر کریں۔ مردم شماری انتہائی ضروری ہے۔ اس ضمن میں قانون تنبیہ کرتا ہے کہ آپ سوالنامہ ۳ جون کو ہر حال میں پُر کردیں۔ اسی ضمن کے قانون میں واضح ہے کہ آپ کے دیئے گئے جوابات کو سوائے متعلقہ افراد کے، کوئی نہیں دیکھے گا۔ اور متعلقہ افراد نے حلف اٹھایا ہے کہ وہ آپ کی فراہم کردہ معلومات کو صیغۂ راز میں رکھیں گے۔ حتیٰ کہ حکومت کا کوئی دوسرا محکمہ بھی آپ کی فراہم کردہ معلومات نہ دیکھ سکے گا۔ یہ معلومات دوسرے افرادِ خانہ کے ساتھ اجتماعی طور پر صرف اعداد کی صورت میں شائع کی جائیں گی۔

اگر آپ کو سوالنامہ پُر کرنے میں دقت ہو تو سوالنامہ میں دیئے گئے فون نمبروں پر رابطہ قائم کیجئے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہ آپ سے گفتگو کریگا جو آپ کی زبان سے واقف ہو۔

اگر سوالنامے کے ساتھ جوابی لفافہ منسلک ہو، تو سوالنامہ مکمل کرکے اسے حوالۂ ڈاک کیجئے۔ بصورتِ دیگر سوالنامہ اپنے پاس رکھئے تاکہ نمائندۂ مردم شماری خود آکر آپ سے سوالنامہ حاصل کرلے۔

اگر یکم جون تک مردم شماری کا سوالنامہ آپ کو نہ ملے تو فوراً زیرو ملاکر آپریٹر سے زینت ۱۹۸۱ طلب کریں۔ اور فون پر اپنا نام، پتہ اور فون نمبر بتلائیں۔ تاکہ سوالنامہ آپ کو بھیج دیا جائے۔

مردم شماری کی معلومات خاص طور پر نئے آنے والوں کے مستقبل کیلئے ضروری ہے۔ کینیڈا بہت سے نئے آنے والوں کی آپ ذاتی طور پر اس طرح مدد کرسکتے ہیں کہ آپ اپنا سوالنامہ پُر کرکے ۳ جون ۱۹۸۱ء تک واپس حکومت کے حوالے کردیں۔ کینیڈا سے منسلک ہونے کے ناطے مردم شماری میں اپنے آپ کو شمار کرانا آپ کیلئے لازم ہے۔

یاد رکھئے ۳ جون مردم شماری کا دن ہے

Canada

1981 Census of Canada | Recensement du Canada de 1981

FORTNIGHTLY
THE
MESSENGER
P.O. Box 2114
Postal Station B
Scarborough, Ontario
Canada M1N 2E5
PHONE (416) 267-8006
EDITOR & PUBLISHER: SOHAIL AKHTAR
MAY. 21/1981



ساڑھی میں ملبوس دو ہندو بہنیں اس کانفرنس میں شرکت کے لئے جا رہی ہیں جو پاکستان میں ہو رہی ہے [illegible]
اس کانفرنس کے پروگرام میں ناچ گانا اور دعائیں شامل ہیں

صفحہ اول سے آگے

مالی اور فنی امداد مہیا کرے تاکہ پاکستان اس بارے میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکے۔ اگرچہ امریکی کانگریس میں مخالفت ہوگی کیونکہ ان میں ایسے لوگ موجود ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایک بیرونی ملک کو مسلح کرنے کے لئے شکاگو کے بچوں کو کیوں بھوکا ماریں تاہم یقیناً ان مذاکرات کی محض حصول اسلحہ سے کہیں زیادہ اہمیت ہے جنرل ہیگ کے اپنے الفاظ میں ان مذاکرات کا مطلب پاکستان کی قوت کو برصغیر کی مضبوطی کی خاطر مضبوط بنانا ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس سے بالواسطہ بھارت کی سلامتی مقصود ہے اور ممکن ہے کہ ماضی کی طرح وہ کسی وقت بھارت کو ہم پر ترجیح دینے پر ایک بار پھر مجبور ہو جائے سپر پاور ہونے کے ناطے ہم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے لیکن اس وقت تک اپنا بہت کچھ بگاڑ چکے ہوں گے قیمتاً اسلحہ خریدنے کے لئے کیا اور وسائل ختم ہو گئے ہیں مغربی جرمنی تو بھی برطانیہ اور فرانس تو ہمہ وقت موجود ہیں۔

فی الوقت امریکہ کو پاکستان کی جرات پسند آئی ہے وہ جرات اور پامردی کا جذبہ ہے جس سے پاکستان نے روس کی راہ روک رکھی ہے اس جذبے کی خود جنرل ہیگ نے تعریف کی ہے در اصل امریکہ تو شاہ کے ذریعہ اپنی سابقہ غلطیوں کا ازالہ کرنا چاہتا ہے اور چونکہ اس کے پاس اس وقت مجاہدین کو اسلحہ پہنچانے کا پاکستان کے تعاون کے سوا اور کوئی ذریعہ نہیں اس لئے وہ پاکستان کو اسلحہ دے کر مجاہدین کے ہاتھ مضبوط کرنا چاہتا ہے مجاہدین افغانستان ہی جو روس کی پیش قدمی کی راہ میں حائل ہے اس مزاحمت نے روس کو شدید احساس کمتری میں مبتلا کر رکھا ہے امریکہ اس مزاحمت کو مضبوط کر کے روس پر مزید دباؤ ڈالنا چاہتا ہے یہ سب امریکہ کی خارجہ پالیسی کی حکمت عملی ہے جس سے عملاً پاکستان کو سوائے چند ہتھیاروں کے اور کچھ بھی حاصل نہ ہوگا ایسے ہتھیار جن کے استعمال کی شاید نوبت ہی نہ آئے۔

[illegible]ستان کی ترقی اور استواری کی راہ کا روڑا [illegible] ہے۔ یہ روڑا اگر صرف روس کی [illegible] سے ہی ہٹایا جا سکتا ہے آج پاکستان کے تعلقات روس سے سدھر جائیں بھارت کا سارا جوش خروش صابن کے جھاگ کی طرح بیٹھ جائے گا روس نے ماضی میں پاکستان کو امریکہ کے بلاک کا حلقہ بگوش ہو جانے سے روکنے کی کوشش کی ۲ فروری ۱۹۵۶ء کو پاکستان کو مارشل بلگانن نے ایٹمی طاقت کے بارے میں فنی معلومات مہیا کرنے کی پیشکش کی تھی ۲۲ مارچ ۱۹۵۶ء کو مسٹر میکویان نے پاکستان کو اقتصادی ترقی کے لئے امداد کی پیشکش کی اور ۵ مارچ ۱۹۵۶ء کو مسٹر میکویان نے کشمیر کے بارے میں پاکستان کے حق میں بیان دیا لیکن [illegible] اس تبدیلی سے فائدہ نہ اٹھایا جا سکا [illegible] بھارت سے زیادہ پاکستان کی ضرورت ہے وہ معاملہ کا حل چاہتا ہے لیکن وہ سمجھتا ہے کہ اس راہ میں پاکستان سب سے بڑی رکاوٹ ہے خلیجی ممالک کے بارے میں مسٹر بریژنیف کا منصوبہ قابل عمل بھی ہے اور اس علاقہ کے ممالک کے لئے غیر جانبداری سے منسلک رہنے کا ایک راستہ بھی روس یورپ میں سخت الجھا ہوا ہے اس لئے وہ اس علاقہ میں اپنا بوجھ کم کرنا چاہتا ہے پاکستان خود کہہ چکا ہے کہ اسے کابل میں روس کی حامی حکومت کے برسر اقتدار رہنے پر کوئی اعتراض نہیں ان حالات میں اگر کابل حکومت سے مذاکرات کے ذریعہ اس مسئلہ کا سیاسی حل ڈھونڈھا جا سکتا ہے تو سودا برا نہیں پاکستان کی ان مذاکرات سے پہلو تہی اسلامی کانفرنس کی قرارداد کی تابعداری کا سب سے زیادہ امریکی انگیخت پر عمل کی جا رہی ہے اور اب امریکہ سے تعلقات میں مزید پیش رفت روس کو اور بھی برانگیختہ کرے گی ۲۰ لاکھ آدمیوں کو پناہ دینے کے پس منظر میں بھی پاکستان کی زر مبادلہ کے حصول کی کاوش تلاش کی جا رہی ہے کیونکہ ساری بیرونی امداد زر مبادلہ کی صورت میں ملتی ہے ۲۰ لاکھ آدمیوں کا یہ لشکر جس میں سرحدیوں کے لوگ شامل ہیں کسی بھی وقت پاکستان کے لئے مشکلات پیدا کر سکتا ہے خاص طور پر ان حالات میں جب کہ وہ مسلح بھی ہوں۔ روس سے دوستی پاکستان کو ہمیشہ کے لئے پختونستان کے مسئلہ سے نجات دلا سکتی ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ پاکستان کو بھارت کے مستقل جذبہ بالادستی سے چھٹکارا مل جائے گا۔ خود حکومت نے ایک متبادل راستہ کے طور پر روس سے اس وقت تک رابطہ قائم کر رکھا ہے مسئلہ کشمیر کا بھارت کی خواہشات کے خلاف حل صرف روسی قیادت کی حمایت سے ہی ممکن ہے۔ امریکہ سے پاکستان کو اس بارے میں ذرہ بھر امید بھی نہیں رکھنی چاہئے روس میں اتنا کس بل ہے کہ وہ بھارت کو تصفیہ پر مجبور کر سکتا ہے پاکستان سعودی عرب سے تعلقات کی بنا پر روس سے اتنا الرجک ہے لیکن خود سعودی عرب کے کتنے ہی اشتراکی ممالک سے گہرے روابط ہیں کویت روس سے اسلحہ حاصل کر رہا ہے پاکستان کے لئے مشرق (بھارت) اور مغرب (کابل اور روس) دونوں سرحدوں پر بیک وقت لڑنا ناممکن ہے اور پھر روس جیسی سپر پاور کے مقابلہ میں تو امریکی ہتھیار بھی کہیں کم تر ثابت ہوں گے روس سے تعلقات استوار کرنے میں چین پاکستان تعلقات بھی متاثر ہوں گے کیونکہ چین کسی ملک کے اندرونی معاملات میں دخل انداز نہیں ہوتا اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ اگر ریگن نے ایک بار پھر تائیوان کی ہمدردی کا مظاہرہ کیا تو پاکستان شاید روس اور چین کے درمیان ایک پل کا کام دے۔

تیسرا راستہ اسلامی ممالک کا اتحاد اور غیر ممالک کے تعاون کا ہے۔ آجکل اسلامی ممالک جس انتشار کا شکار ہیں وہ ان کی یکجائی میں حائل ہے اور حائل رہے گا۔ ترکی کا تو یہ حال ہے یعنی خود ترکی میں اسلام پسندوں کے خلاف بغاوت کے الزام میں مقدمہ چلایا جا رہا ہے آدھی اسلامی دنیا روس کے ساتھ ہے اور آدھی امریکہ کے ساتھ۔ ایران عراق کی جنگ اور ان کی ضد عالم اسلام کے نام پر ایک اور دھبہ ہے ایک بار پھر اردن اور شام کے تعلقات خراب ہونے لگے ہیں افریقی ممالک کا بھی یہی حال ہے امریکی سامراج اور امریکہ کی اسرائیل کی بلا شرط حمایت عالم اسلام کے لئے ایک چیلنج ہے دشمن کا دوست بہر صورت دشمن ہوتا ہے اگر عالم اسلام امریکہ کو اسرائیل کی دشمنی کے ناطے دشمن نہیں سمجھتا

بقیہ صفحہ ۳ پر